لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

سلسلہ مشاہیر اسلام صوفی پروگرام نمبر ۲۰

فرید بابا

یعنی سراج العارفین زبدۃ السالکین حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

مؤلفہ مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

قائم الفقر ملک محمد الدین صاحب آوان ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات نے

بار سوم

مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپی

تعداد جلد ایک ہزار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرید بابا

تمہید

یہ طلسماتی ہستی جس کا نام انسان ہے ظاہر میں ایک معمولی سی تصویر نظر آتی ہے۔
مگر حقیقت میں عجیب و غریب اسرار کا خزانہ ہے۔ سکندر جسکی تاجداری کا غلغلہ سنتے ہو فرعون
جو خود پرستی و سرکشی میں شہرہ آفاق ہے۔ یوسف جن کے حسن کی مثالیں محبت کے بازار
کو گرماتی ہیں۔ یہ بڑے لاٹ صاحب جن کا نام قطب صاحب کی لاٹھ کی طرح اونچا اور شاندار
ہے سب ایک ہی وجود خاکستان کے ذرے ہیں نام تو ایسا عالیشان کہ دل پر رعب اور
ہیبت طاری ہوتی ہے پر صورت دیکھئے تو وہی ساڑھے تین گز کی مورت پیدائش کے وقت کا
خیال کرو تو سکندر و فرعون یوسف و لاٹ صاحب اور دنیا کے سب بڑے بڑے آدمی اسی
طرح پیدا ہوئے جس طرح ادنیٰ سے ادنیٰ انسان پیدا ہوتا ہے کوئی فرق نہ تھا پرورش
پر خیال لیجاؤ تو شکم پری کے بغیر کسی کو جیتا اور پرورش پاتا نہ دیکھو گے۔ موت و بیماری کا بھی یہ دستور

ہے کہ وہ سب شاہ و گدا ادنے و اعلےٰ کو یکساں آتی ہے ایسے ہی انسانی اعضاء کا حال ہے کہ وہ بھی اپنے کاموں میں مساوی ہیں۔ بادشاہ کی آنکھ بھی دیکھتی ہے اور گدا کی آنکھ بھی۔ اعلےٰ کا کان سنتا ہے تو ادنیٰ کا کان بھی سنتا ہے۔ بڑے لوگ آسمان کے نیچے زمین کے اوپر رہتے ہیں۔ چھوٹے آدمی بھی اس زمین کے اوپر آسمان کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں ہوا ان کے لئے بھی وہی ہے جو بڑے آدمیوں کے واسطے ہے اسی طرح پانی دھوپ اور تمام قدرتی اشیاء میں کل انسان مساوی حالت سے شریک ہیں۔

مگر باوجود اس عام وحدت اور ایک رنگی کے ہر چیز کی شان نرالی ہے۔ لاتعداد انسانی مورتیں اس دنیا کے تختہ میں نظر آتی ہیں لیکن کیا مجال جو ایک کی صورت دوسرے کے مطابق ہو جائے سب الگ الگ نقشے رکھتے ہیں اور کمال یہ ہے کہ اعضا سب کے ایک سے ہیں نقش و نگار کی بناوٹ میں ایسا فرق ڈال دیا ہے کہ عقل حیران ہے پھر اس پر طرہ یہ کہ عادات سب کی علیحدہ مزاج جداگانہ۔ اوضاع و اطوار میں فرق۔ ایک چیز بھی ایسی نہیں۔ جس میں کامل طور سے دو آدمی شریک ہوں۔

یہ تو ظاہری باتوں کا ذکر ہے آدم زاد کو ایک دوسرا عالم اور دیا گیا ہے جس کو وہ کبھی تو حواس باطنیہ کہتا ہے کبھی ان کا کچھ اور نام رکھتا ہے لیکن صاف طور پر نہیں جان سکتا کہ ان باطنی طاقتوں کا وجود کیوں کر اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے ظاہری عالم کے انسان غنیم کے لشکر کو روکنے کیلئے اونچی اونچی مستحکم فصیلیں بناتے ہیں پانی کے تاروں کے راستے بند کرتے ہیں۔ تلواروں اور سنگینوں کے پہروں سے حفاظت کرتے ہیں اور باطنی عالم کا بشر آن کی آن میں ایک خیالی گردش سے ان سب حجابوں اور روکوں تمام کو الٹ کر کے منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ خیالی طاقت کی کوئی روک نہیں۔ خیالی طاقت کے برابر کوئی طاقت کام

نہیں کرسکتی۔ پلک مارتے عالم خیال میں دربار شاہی جم جاتا ہے اور گدا شاہ بنجاتا ہے اور ہر ناممکن چیز ممکن ہو جاتی ہے یہ خیال کیا ہے۔ ایک باطنی قوت جو ہر آدمی کو علیحدہ علیحدہ مقدار میں دی جاتی ہے کسی کا خیال اعلےٰ ہے تو اس کی باطنی تصویریں بھی بساط ظاہر پر اعلےٰ اور بلند منعکس ہوتی ہیں۔ کسی کا خیال پست ہے تو اس کا ظاہری عکس بھی پست اور ادنیٰ ہوتا ہے۔

اوپر جن نامور انسانوں کا ذکر کیا گیا وہ باعتبار ظاہر تو معمولی آدمی تھے مگر باطنی قوی اور قابلیتوں کے لحاظ سے دنیا میں ان کو وہ برتری حاصل ہوئی۔ جو بہت کم لوگوں کو میسر آتی ہے۔ باطنی قوی بعض آدمیوں کو قدرتاً قوی عطا ہوتے ہیں اور بعض اپنی مشقت وریاضت سے بڑھا لیتے ہیں۔ دنیاوی برتری جن آدمیوں کو حاصل ہوتی ہے وہ عموماً دماغی اور عقلی قابلیت میں اعلےٰ ہوتے ہیں اور یہ دونوں چیزیں حواس باطنی سے تعلق رکھتی ہیں اسی طرح مذہب اور دینی ترقی کا مدار بھی باطن پر ہے پس جبکہ انسان کی حالت میں باوجود وحدت و یکرنگی تفاوت و اختلاف ہے اور اس اختلاف کا تعلق زیادہ تر باطنی حالت سے ہے تو لازم ہوا کہ انسان اپنے ہمجنسوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرے۔ جنھوں نے قوائے باطن کی عمدگی کے سبب دُنیا و دین میں عروج پایا۔ تا کہ یہ بھی ان کی تقلید میں اپنے قوائے باطن کو توانا بنانے کی سعی کرے اور کامیاب ہو۔

ذیل میں ہم مذہب اسلام کے ایک نہایت نامور بزرگ شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی کے وہ حالات لکھنے چاہتے ہیں جنکا معلوم کرنا موجودہ نسل انسان کو ظاہری یا باطنی حیثیت سے مفید ہے اور جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسان باطنی قابلیت کے فروغ سے ظاہری عالم میں کیسا عظیم الشان مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

اس تذکرہ نویسی میں نہ ہم قدیم مورخوں کی پیروی کریں گے کہ صرف کرامتوں اور مافوق العادات باتوں کا انبار لگادیں نہ جدید خیالی لوگوں کی طرز اختیار کرنی چاہئے ہیں جو صرف سطحی امور کے مشاہدہ کے طلبگار رہتے ہیں۔ اندرونی اور حقیقی حالات سے سروکار نہیں رکھتے۔

چونکہ یہ ایک چھوٹا سا مضمون ہے کتاب نہیں ہے اسلئے بابا صاحب کی زندگی کا لب لباب اور انتخاب نہایت اختصار سے کیا جائیگا یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بابا صاحب کی زندگی میں بس یہی باتیں قابل ذکر تھیں بلکہ یہ ایک قطرہ ہے جو دریائے ذخار سے جدا کر کے پیاسوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

زندگی کی معمولی رفتار

حضرت باباجن کا پورا اسم مبارک مع مشہور القاب کے شیخ کبیر حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی ہے ۵۶۹ھ ہجری میں بمقام کھوت وال جو ملتان کے قریب کوئی مقام تھا پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد کا نام مولانا کمال الدین سلیمان تھا جو ساتویں واسطے سے فرخ شاہ بادشاہ کابل کے فرزند اور بیسویں واسطے سے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق کے صاحبزادے تھے حضرت بابا کی والدہ کا اسم شریف بی بی قرسم خاتون تھا جو مولانا وجیہ الدین خجندی کی صاحبزادی تھیں

حضرت بابا کی ابتدائی تعلیم ملتان میں ہوئی۔ اول آپنے قرآن شریف حفظ کیا اس کے بعد نصاب مروجہ درس عربی حاصل کیا دوران تعلیم میں دہلی کے نامور شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ملتان تشریف لائے تو حضرت بابا نے بھی آپکی زیارت کی اسوقت حضرت بابا کے ہاتھ میں نافع نام ایک کتاب تھی حضرت خواجہ نے فرمایا "یہ کیا ہے" عرض کیا۔ نافع فرمایا نفع دیگی جب حضرت خواجہ واپس دہلی تشریف لیچلے تو حضرت بابا بھی ہمراہ ہو لئے۔ مگر حضرت خواجہ

نے فرمایا "اس توکل و تجربہ کے عالم میں ظاہری علم حاصل کرو۔ اس کے بعد میرے پاس آؤ کیونکہ بے علم درویش شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔

حضرت بابا حسب الارشاد ملتان میں ٹھہر گئے۔ اور تعلیم ظاہری میں مصروف ہوئے ملتان سے طلب علم کے شوق میں قندھار تشریف لیگئے۔ اور پانچ برس وہاں قیام کرکے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد تمام اسلامی ممالک کی سیاحت کی اور اس وقت کے کل نامور بزرگانِ دین مثلاً حضرت شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ سیف الدین خضری شیخ سعید الدین حموی۔ شیخ اوحدالدین کرمانی۔ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی۔ شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری وغیرہ کی جو اس زمانہ میں بڑے صاحب کمال اور یگانہ روزگار بزرگ تھے زیارتیں کیں اور ہر بزرگ سے کچھ نہ کچھ نعمت حاصل کی۔

شیخ سیف الدین خضری نے جو خاص کلمہ آپ کو بتایا وہ یہ تھا "جب تک سب سے بیگانہ نہ ہو خدا کا یگانہ نہیں ہوسکتا" شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے فرمایا "درویشی پردہ پوشی ہے خرقہ پوشی نہیں ہے" حضرت خواجہ قطب صاحب نے ارشاد کیا "جب تک طریق درویشی میں دل سے داخل نہیں ہوتا سچا قدم نہیں رکھتا بخشیم نہیں ہوجاتا۔ قرب کی منزل حاصل نہیں ہوتی"

جب حضرت بابا سفر سے واپس تشریف لائے تو سیدھے دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ آپکے آنے سے بہت مسرور ہوئے غزنین دروازہ کے قریب آپکے لئے حجرہ مقرر کردیا اور تربیت میں مصروف ہوئے حضرت خواجہ کے تریکی مریدین مثلاً شیخ بدرالدین غزنوی۔ شیخ احمد نہروانی وغیرہ روزمرہ حاضر خدمت ہوتے تھے مگر حضرت بابا دو ہفتے کے بعد حاضر ہوتے تھے آخر جب آپکے زہد و مجاہدہ کی لوگوں کو

خبر ہوئی۔ اور خلقت کا ہجوم آپکی زیارت کیلئے ہونے لگا۔ تو آپ قصبہ ہانسی میں تشریف لیگئے اور وہیں عبادت و ریاضت کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت خواجہ کا وصال ہوا تو آپ نے دہلی آکر خرقہ و عصا نعلین و مصلے وغیرہ حاصل کیا۔ اور حضرت خواجہ کی منزل خاص میں قیام فرمایا۔ جب دہلی میں خلقت کا ہجوم پھر زیادہ ہونا شروع ہوا تو آپ پھر ہانسی تشریف لیگئے اور وہاں حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی کو خلعت خلافت عطا کرکے اجودھن تشریف لیگئے (اجودھن اسکو آجکل پاک پٹن کہتے ہیں اور پنجاب کے ضلع منٹگمری میں مشہور جگہ ہے) اس وقت ان لوگوں کا مسکن تھا جو فقراسے بے تعلق بلکہ مخالف تھے یہاں اول تو آپ آبادی کے قریب جنگل کی ایک سہ درختی میں کمبل بچھا کر بیٹھ گئے اور عبادت شروع کردی چند روز کے بعد جب آپنے نکاح کرلیا تو آبادی میں جامع مسجد کے قریب مکان بنالیا مگر اس میں خود نہ رہتے تھے صرف اہل وعیال کے لئے مکان تھا آپ خود وہیں جنگل میں ایک درخت کے نیچے شب باش ہوتے تھے۔

باوجود عام بے توجہی کے یہاں بھی حضرت بابا کی عبادت کا چرچا ہونا شروع ہوا اور لوگوں کی رجوعات ہونے لگی۔ شہر کے قاضی کو یہ امر بڑی شاق گذری اور اس نے ملتان کے علماء سے فتویٰ طلب کیا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں گانا سُنے تو اسکے واسطے کیا حکم ہے ملتان کے علماء کو معلوم ہوا کہ یہ سوال حضرت بابا پر الزام لگانے اور ان کو اذیت پہنچانے کی نیت سے کیا گیا ہے تو انہوں نے قاضی کو بہت دھمکایا اور حضرت بابا کو سماع کا اہل بتایا مگر قاضی متواتر آپکی تکلیف دہی میں کوشاں رہا اور انجام کار نہایت ذلت سے برباد ہوگیا۔

حضرت بابا کی باقی زندگی اجودھن (پاک پٹن شریف) میں بیعت و ارشاد اور یاد الٰہی میں بسر ہوگئی۔ آخر ۶۶۴ھ میں جبکہ آپکی عمر ۹۵ سال کی تھی محرم کی پانچویں تاریخ اس دنیا سے رحلت فرمائی

یہ تو مجمل طور سے حضرت باباؒ کی زندگی کا ذکر تھا جس میں کوئی غیر معمولی بات بیان نہیں کی گئی۔ ہر انسان کو کم و بیش ایسے واقعات پیش آیا کرتے ہیں۔ اب وہ واقعات لکھے جاتے ہیں جن کا معلوم کرنا موجودہ نسل انسان کو مفید اور ضروری ہے اور جن سے ایک بشر کی سوانحعمری ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو سبق آموز ہو سکتی ہے۔

سب سے پہلی بات جس نے آپ کو بچپن سے قابل بنانا شروع کر دیا تھا آپ کی والدہ ماجدہ کی نیکی ولیاقت تھی۔ جس نے ہونہار بچے کی ابتدا کو نہایت کارآمد راستہ پر لگا دیا۔ نماز کی پابندی کے لئے انہوں نے بچوں کی فطرت کے موافق یہ تجویز نکالی تھی کہ روز مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتی تھیں اور فرماتیں جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کو مصلے کے نیچے سے شکر ملتی ہے اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ آپ بچپن سے پکے نمازی بن گئے۔ اور اسی شکر کی وجہ سے آپ کا لقب گنج شکر مشہور ہو گیا۔

حضرت باباؒ کا عالم شباب طالب علمی اور سیر و سیاحت میں بسر ہوا۔ سیاحت میں جو مشاہدے انسان کے تجربہ کو وسیع کرتے ہیں۔ ان سب کی وجہ کا آپ کو موقعہ ملا مختلف حکومتوں کے طرز عمل آپ نے دیکھے۔ مختلف سلسلوں کے بزرگوں سے مل کر طریق تصوف کی حقیقت دریافت کی نتیجہ یہ ہوا کہ جب آپ خود ہادی اور مرشد کی حیثیت سے سجادہ درویشی پر بیٹھے تو ایسے کامل شیخ ثابت ہوئے جو دین و دنیا کے تمام مدارج اپنے مریدین کو سمجھا سکتے تھے۔

چونکہ حضرت باباؒ کا کرتہ بہت بوسیدہ ہو رہا تھا۔ کوئی شخص عمدہ کرتہ لے آیا۔ آپ نے پہن لیا مگر فوراً اتار ڈالا اور فرمایا کہ جو ذوق مجھے پرانے دریدہ کرتے میں تھا وہ اس میں نہیں ملا یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کو بھی پیش آیا تھا کہ جب ان کو نیا کرتہ پہنایا گیا تو وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ اس کرتہ نے میرے دل کو اپنی طرف

لگالیا ہے۔ اس کو فوراً آپ اتار دو۔

حضرت بابا کے پاس ایک کمبل تھا دن کے وقت اس کو بچھا کر بیٹھتے تھے اور رات کو وہی خوابگاہ میں بچھالیا جاتا تھا وہ اس قدر چھوٹا تھا۔ کہ آپ کے پیر پورے طور سے پھیل نہ سکتے تھے تکیہ حضرت بابا لکڑی کا رکھتے تھے اور یہ ایک عصا تھا جو حضرت خواجہ کے تبرکات سے آپکو پہنچا تھا۔ عموماً حضرت بابا روزانہ روزہ رکھتے تھے افطار مُنقہ کے شربت سے کرتے تھے حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ افطار کے وقت پانی میں بھیگی ہوئی منقی لائی جاتی اس کو مل کر شیرہ حضرت بابا نوش فرما لیتے اور چند دانے خشک منقی کے بھی تناول کرتے تھے اس کے بعد سیر بھر آٹے کے روغنی پراٹھے لائے جاتے تھے۔ حضرت بابا نوش فرما لیتے بس یہی رات دن میں صرف ایک بار آپ کی غذا تھی۔

جسمانی صحت باوجود سخت ریاضتوں اور مشقتوں کے ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی رہی روزمرہ غسل کرتے تھے بلکہ بعض بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کرتے تھے۔

حضرت بابا کا طریق استدلال نہایت سادہ اور مؤثر ہوتا تھا ایک دفعہ ایک قلندر آیا اور نہایت سخت لہجہ میں بولا یہ کیا خود آرائی کا طریقہ نکالا ہے خلقت سے اپنی پرستش کراتے ہو۔ حضرت بابا نے نہایت سنجیدگی اور بے پروائی سے جواب دیا کوئی آدمی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خود ایسا بن جائے جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے اس سچے اور سیدھے جواب نے قلندر کو بیخود کر کے قدموں میں ڈال دیا۔

ظاہری حالات سے حضرت بابا غیبی خبریں بتا دیتے تھے پاک پٹن شریف میں ایک شخص پر شہر کا حاکم ظلم کیا کرتا تھا۔ وہ شخص آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اور حاکم کی شکایت کی حضرت نے حاکم کو بلا کر سفارش کی لیکن مظلوم پھر حاضر ہوا اور عرض کیا۔ حاکم ظلم سے باز نہیں آتا

حضرت نے ارشاد کیا ہم نے سفارش کردی تھی وہ نہ مانا معلوم ہوتا ہے تم بھی کسی پر ظلم کرتے ہو اس سے توبہ کرو۔ خدا تمہارے ظالم کو نرم کر دیگا۔ اس شخص کا بیان ہے مجھے اپنا ایک ظلم یاد آگیا اور مینے اس سے قطعی توبہ کی پس فوراً ہی حاکم مجھ پر مہربان ہو گیا۔

لوگوں کو حضرت بابا سے بے حد عقیدت تھی عوام و خواص کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا بعض اوقات یہ حالت ہوتی تھی کہ حضرت بابا کے جبہ کی آستین دیوار پر لٹکا دی جاتی اور خلقت اسکو بوسے دیدے کر گذرتی جاتی۔ یہاں تک کہ آستین کے پرچے اُڑ جاتے تھے۔ اس سے اسوقت کی خوش عقیدگی اور حضرت بابا کی قبولیت عام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

باوجود کثیر الاولاد ہونیکے اور اخراجات کی وسعت کے حضرت بابا نہایت بیفکر اور مستغنی رہتے تھے ایک بار سلطان ناصر الدین شاہ دہلی نے کچھ نذر نقد اور چار گاؤں کی سند نذر بھجوائی آپنے نقد ہی قبول کر لی اور سند واپس کر دی فرمایا فقیروں کو اس سے کیا سروکار

آپ کی عطا سب کو مساوی تھی۔ مگر بعض لوگ اپنی بد قسمتی یا کم محنتی سے محروم رہتے تو شکایت کرتے تھے ملا یوسف نام ایک درویش عرصہ دراز سے حضرت بابا کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے دیکھا کہ لوگ آتے ہیں اور کامل بنکر چلے جاتے ہیں۔ مَیں جو محروم ہوں یہ حضرت کی بے توجہی کا سبب ہے آخر ایکدن بول اُٹھے کہ یہ مولانا نظام الدین دہلوی آئے تو چند ہی روز میں نہال ہو گئے اور لوگ بھی جاری جلدی مقصد حاصل کر کے چلے جاتے ہیں۔ مَیں کیوں محروم ہوں حضرت بابا نے ارشاد کیا تمہاری بد قسمتی اور ذاتی نا قابلیت کا سبب ہے میرے سامنے سب برابر ہیں۔ مَیں کسی سے بخل نہیں کرتا۔ ملا یوسف کو یہ سنکر کچھ تامل ہوا۔ سامنے اینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ حضرت نے ایک چھوٹے سے بچے کو بلا کر فرمایا ہمارے لئے ایک اینٹ لے آؤ۔ وہ ایک پوری اور عمدہ اینٹ لے آیا اور حضرت بابا کو دیدی اس کے بعد حضرت نے حکم دیا اچھا جاؤ

اور ایک اینٹ مولانا نظام الدین دہلوی کے واسطے لے آؤ وہ بچہ آپ کے لئے بھی اچھی اینٹ لایا پھر حکم دیا اچھے ملا یوسف کو ایک اینٹ لادو بچہ ملا صاحب کیواسطے ایک ٹوٹا ہوا اینٹ کا ٹکڑا لے آیا حضرت بابا نے فرمایا لو ملا اس میں کچھ میری کوتاہی ہے۔

حضرت بابا اپنی مدح کے اشعار سن لیتے تھے۔ مگر امیروں کی طرح شان وشوکت سے نہیں شمس الدین شاعر نے حضرت کی شان میں مدحیہ اشعار کھڑے ہو کر پڑھنے شروع کئے آپنے فرمایا بیٹھ کر پڑھو جب اشعار ختم ہوئے آپنے تعریف کے بعد فرمایا آخر تمہارا مطلب مدح سرائی سے کیا ہے۔ شاعر بولا مفلس ہوں۔ فرمایا دعا دیتا ہوں شمس الدین یہ سنکر اس قدر خوش ہوگیا کہ اس کو بڑا خزانہ دیا گیا ہے گھر جاتے ہی شاہ دہلی کا وزیر بن گیا حضرت بابا کی تحریر نہایت چست اور بے لاگ ہوتی تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن کو کسی شخص کی سفارش میں خط لکھا تو یہ سطر لکھ دی جس کی سفارش کرتا ہوں اس کا مدعا خدا تعالیٰ سے پہلے عرض کر دیا ہے اگر تو نے اس کا کام کر دیا۔ کام تو خدا کرے گا۔ مگر شکریہ تیرے حصہ میں آئیگا اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو خدا کو بھی منظور نہیں ہے تیرا کیا قصور تو مجبور ہے۔

آپ مسائل کے پیچید جھگڑوں میں زیادہ دخل نہ دیتے تھے سوال ہوتا تو ایسا جواب دیتے کہ سائل دوبارہ حیل وحجت نہ کرنے پاتا۔ سماع کی حلت وحرمت کی نسبت کسی نے حضرت سے دریافت کیا۔ فرمایا سبحان اللہ ایک شخص تو ایک چیز سے جل کر خاکستر بن گیا اور دوسرا ابھی اس کے جواز عدم جواز کی بحث میں پڑا ہوا ہے۔

حضرت بابا بات بات میں ایسے لاجواب فلسفے بیان کر دیتے تھے جنکی نظیر لارڈ بیکن ہربرٹ اسپنسر اور مل وغیرہ کسی یورپین فلاسفر کے اقوال میں نہیں ملتی۔ ہندوستان کے باشندے اگر ذرا بھی اپنے بزرگوں کے اقوال کو دیکھ لیں۔ تو تمام یورپ کو بھول جائیں۔ حضرت بابا کی روزمرہ

باتوں میں وہ لاثانی اور بیش قیمت جملے نکل جاتے تھے جو یوروپ کے فلاسفر برسوں کی محنت سے کتابوں میں جمع کرتے ہیں مثلاً۔

حضرت فرماتے ہیں "اپنا گرم کام لوگوں کی سرد باتوں سے ترک نہ کرنا چاہئے اس فقرے کی حقیقت اور عالمگیر معانی پر غور کیا جائے۔ کہ کس طرح تمام زمانہ کو ایک قاعدہ کام کرنیکا بتایا ہے اور کیونکر ان شکستہ دل کام کرنیوالوں کو تسکین دی ہے جو خلقت کی نکتہ چینی سے بیدل ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح چند فقرے یہاں اور نقل کیئے جاتے ہیں۔ جو ہر ایک اس قابل ہے کہ انگریزی خواں ہندوستانی سنہری حرفوں میں لکھوا کر اپنے سامنے لگائیں۔ اس قسم کے ہزاروں اقوال ہیں مگر میں نے صرف وہ لکھے ہیں۔ جو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ نے حضرت باباکی زبانی ارشاد کئے ہیں۔

فرمایا نامرادی کا دن مردوں کی شب معراج ہے کس قدر حوصلا فزا قول ہے مایوس کا دل ایسے ہی اقوال سے تازہ ہوتا ہے۔

فرمایا سبکسار رہنے کی خواہش کمزوری کی علامت ہے یہ آجکل کے ان عہدمی ہندو کی شان میں ہے جو دُنیا سے بے غرض رہنا کچھ کام نہ کرنا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا فقیری سمجھتے ہیں اور آزادی وسبکساری اُنھوں نے اس بیکاری کو سمجھ رکھا ہے وہ دیکھیں حضرت باباکیا فرماتے ہیں ایسا ہی آجکل کے صوفیوں کی نسبت ارشاد کیا ہے۔

صوفی وہ ہے جس سے ہر چیز صاف ہوجائے۔ اور خود اس کو کوئی گندہ نہ کرسکے مگر آجکل کے صوفی بجائے اس کے کہ کسی دوسری چیز کو صاف کریں۔ ہر وقت اندیشے میں رہتے ہیں کہ کوئی ان کو گندہ نہ کردے۔ اس لئے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں سے ملنا اور ان کے جلسوں میں جانا منظور نہیں کرتے۔

نمائشی لوگوں کی نسبت فرماتے ہیں "جیسا تو ہے ویسا ہی لوگوں کو دکھا ورنہ اصلیت
خود بخود کھل جائے گی" فرمایا "احمق کو زندہ مت سمجھ" آجکل بھی زمانے کا یہی فتویٰ ہے
فرمایا وہ چیز فروخت نہ کرو جو خریدی نہ جاتی ہو" اس پر بھی ہر قدیمی بات کو جسکا رواج اور جس کی
قدر باقی نہیں رہی لوگ باقی رکھنا چاہتے ہیں فرمایا ہر کسی کی روٹی نہ کھا مگر ہر شخص کو اپنی روٹی کھلا"
فرمایا گناہ پر فخر نہ کر" مگر آجکل نئی روشنی کے لوگ گناہ پر فخر کرتے ہیں نیکی کو خلاف فیشن جانتے
ہیں فرمایا۔ آرائش کے پیچھے نہ پڑ" دلدادگان فیشن غور کریں فرمایا "لڑائی کو ختم نہ کر یعنی جو کوشش
شروع کی ہے اسکو جاری رکھنا چاہیئے فرمایا جو تجھ سے ڈرتا ہے اس سے ہر وقت اندیشہ کر۔ لاکھ
روپے کی نصیحت فرمائی دشمن جس کی بدی کا تیرا دل گواہی دیتا ہے اس سے فوراً قطع تعلق کر لے
فرمایا "دروغ نما راستی ترک کر دے اکثر لوگ ایسا سچ بولتے ہیں جو جھوٹ معلوم ہوتا ہے" فرمایا
عاقل نما نادان سے پرہیز کر" فرمایا "اندرونی حالت کو بیرونی سے اچھا رکھنا چاہیئے" فرمایا اہل
دولت کے پاس بیٹھے تو دین کو نہ بھول" فرمایا وقت کا کوئی بدلہ نہیں ہے" فرمایا ہنر ذلت سے سیکھ
یعنی تحصیل علم و ہنر میں کسی ذلت کا خیال نہ کرنا چاہیئے فرمایا "دشمن کی دشمنی اسی سے مشورہ کرنے
میں ٹوٹ جاتی ہے" فرمایا کوئی مصیبت خدا کی طرف سے آئے تو ہراساں نہ ہو" فرمایا اگر ہے
کچھ غم نہیں اور اگر نہیں ہے تو بھی غم نہیں۔ زندگی کا لطف اسی بے پروائی میں آسکتا ہے کہ ہے
جب بھی خوش نہیں ہے تو بھی خوش" فرمایا "درویش لوگ فاقہ سے مر جائیں مگر لذت نفس کے لئے
قرض ہرگز نہ لیں۔ کیونکہ قرض اور توکل میں مشرق و مغرب کا فرق ہے۔ حضرت محبوب الٰہی کو
خلافت عطا کر کے دہلی روانہ کیا تو نصیحت فرمائی اپنے دشمنوں کو حتی المقدور خوش رکھنا اور
جس سے قرض لو جلد ہی ادا کرنا" فرمایا "دو آدمیوں کا باہمی مباحثہ ایک آدمی کے اکیلے سوچنے کی
دو سالہ محنت سے زیادہ مفید ہے" فرمایا "اپنا نیک و بدمخفی رکھ" فرمایا "ایسی کوشش کر کہ مرنے سے

زندہ ہو جائے" فرمایا "جو چڑیوں کو دانہ دیتا ہے تو ایک دن ہی اس کے دام میں ہما آن پھنستا ہے یعنی چھوٹے چھوٹے کاموں سے ترقی شروع ہوتی ہے جو شخص ان میں معروف رہے تو ایک دن ہمائے مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ فرمایا ؎

گیرم کہ بشب نماز بسیار کنی — ورنہ دوائے شخص بیمار کنی
تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی — صد خرمن گل بر سر یک خار کنی

اور فرمایا ؎

ہر کہ در بند نام و آوازہ است — خانۂ او بروں دروازہ است

اس قسم کے اور ہزار ہا تجلی آمیز اقوال ہیں سب کا جمع کرنا اس مضمون میں دشوار ہے اب چند اوراد و اشغال لکھے جاتے ہیں جو اگرچہ نئی روشنی کے لوگوں کو خلاف عقل معلوم ہونگے۔ مگر راقم کو ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے مجبور کیا ہے کہ ان سچی باتوں کو پبلک میں ضرور پیش کیا جائے۔

حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک بار حضرت بابا کو خواب میں دیکھا۔ دریافت فرماتے ہیں کہ نماز عصر کے بعد سورہ نبا (عم یتساءلون) کئے بار پڑھتے ہو میں نے عرض کیا ایک بار فرمایا پانچ بار پڑھا کرو۔ اس خواب سے بیدار ہونے کے بعد ایک تفسیر میری نگاہ سے گذری جس میں لکھا تھا کہ جو شخص سورہ نباء نماز عصر کے بعد پانچ دفعہ پڑھتا ہے۔ اس کے دل میں محبت حق پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت میں حضرت بابا کے ارشاد کو سمجھا۔

بروائیت حضرت محبوب الٰہیؒ حضرت بابا کا ارشاد پہنچا ہے کہ رقت کی حالت میں دعا مانگو ضرور قبول ہوگی نیز ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی سخت مہم پیش آئے تو پندرھویں شب کو

قبلہ رُخ بیٹھ کر ۹۰ ہزار دفعہ واللّٰہ المستعان پڑھے اور ہر ہزار پر سجدہ ہو کر تین بار آمین کہے اس کے بعد حاجت کی دعا مانگے قبول ہو گی۔

حضرت محبوب الٰہی سے روائیت ہے کہ حضرت بابا نے مجھ سے فرمایا یہ تین چیزیں بارگاہ الٰہی سے طلب کرنی چاہئیں۔ وقت خوش۔ آب دیدہ۔ راحت دل۔

حضرت شیخ نجیب الدین متوکل سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت بابا کو خواب میں یہ ارشاد کرتے ہوئے دیکھا کہ اس دعاء کو ہر روز سَو بار پڑھ لیا کرو لَا اِلٰہ الا اللّٰہ وحدہ لَاشَرِیکَ لَہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئیٍ قَدِیْرٌ بیدار ہو کر مَیں نے ایک کتاب میں اس دعا کی نسبت دیکھا کہ جو شخص اس کو سَو بار ہر روز پڑھتا ہے اس کی زندگی نہایت بیفکری اور فارغ البالی سے بسر ہوتی ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں مجھ کو حضرت بابا نے دست مبارک سے یہ لکھ کر عطا فرمایا تھا کہ چہار شنبہ کے دن نماز ظہر و عصر کے درمیانی وقت کو غنیمت سمجھنا۔

حضرت بابا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی بڑی مہم یا دشواری انسان کو پیش آئے تو صبح کی سنتوں اور فرضوں کے وسط میں ۴۱ بار سورہ فاتحہ اس طریق سے پڑھے کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کا آخری میم الحمد کے الف لام میں مل جائے اور جب الرحمٰن الرحیم پر پہنچے تو تین بار اس کی تکرار کرے فاتحہ ختم کر کے تین بار آمین بھی کہے انشاء اللّٰہ تعالےٰ سات روز تک وہ مہم ضرور فتح ہو جائے گی۔ اس عمل کی نسبت حضرت محبوب الٰہی نے بھی ارشاد فرمایا ہے اور راقم یعنی دعاگو حسن نظامی کو بھی اس کا تجربہ ہے واقعی یہ عمل بالکل راست اور بیحد موثر ہے ناممکن ہے کہ اس کو باخلاص پڑھا جائے اور کوئی شخص حصول مراد سے محروم رہے۔

حضرت بابا فرماتے ہیں۔ میں نے ایک بار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے عرض کیا۔ لوگ مجھ سے تعویذ بہت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تعویذ خدا کا نام ہے دیدیا کرو۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا کے ہاں تعویذ نویسی پر حضرت مولانا بدرالدین اسحاق مقرر تھے ایک دن وہ موجود نہ تھے حضرت بابا نے مجھ کو حکم دیا کہ تم تعویذ لکھو میں نے تم کو اجازت دی اور فرمایا بزرگوں کے ہاتھ کا لگنا بھی تعویذ کے اثر کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔

غالباً اس مضمون سے اکثر ناظرین آگاہ ہونگے کہ امریکہ کے بعض محققوں نے دریافت کیا ہے کہ بعض آدمیوں کے ہاتھ میں ایک ایسی مقناطیسی طاقت ہوتی ہے کہ جس چیز کو وہ ہاتھ لگ جائے اسمیں برقی اور مقناطیسی تاثیر منتقل ہو جاتی ہے بعض آدمی محنت ریاضت سے اس طاقت کو بڑھاتے ہیں اور ان کو یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ اگر کسی بیمار کو اس ارادے سے ہاتھ لگائیں کہ وہ اچھا ہو جائے تو بیمار اس کے ہاتھ کی بجلی سے فوراً تندرست ہو جاتا ہے امریکہ کے فلاسفروں نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ آجکل کے فیوشن لوگو نکے ایمان لے آنے کو کافی ہے مگر ہم اپنے نئی روشنی کے دوستوں کے سامنے چھ صدی پہلے کی تصدیق پیش کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئی کہ تعویذ میں صاحب تاثیر ہاتھ کی ضرورت ہے اب تو امید ہے کہ تعویذوں کی تاثیر میں کسی کو انکار نہیں نہ رہیگا۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت بابا کی اجازت سے ایک شخص کو تعویذ میں اللہ شافی۔ اللہ الکافی۔ اللہ المعافی لکھ کر دیا اس کو نارو کا مرض تھا اور ہمیشہ ہوا کرتا تھا تعویذ باندھتے ہی وہ شخص اچھا ہو گیا اور پھر کبھی اس کو یہ عارضہ نہ ہوا۔

حضرت بابا ارشاد فرماتے ہیں جو شخص سورۂ یوسف کو یاد کرے اس کو قرآن شریف آسانی سے یاد ہو جاتا ہے۔

حضرت بابا کے حالات غیر مکمل رہینگے اگران کی جسمانی و روحانی اولاد کا ذکر نہ کیا جائے کیونکہ حضرت بابا کی جسمانی اولاد بھی اس کثرت سے ہے کہ شاذ و نادر کسی بزرگ کو یہ ترقی ہندوستان میں نہ ہوگی۔ کوئی صوبہ اور کوئی بڑا شہر ایسا نہیں ہے جہاں حضرت بابا کی اولاد نہ ہو اگران کی شرح تفصیل بیان کی جائے تو یہ مضمون ایک ضخیم کتاب بنجائیگا۔ تاہم چند شہروں اور قصبوں کے نام لکھدیئے جاتے ہیں جہاں حضرت بابا کی اولاد کثرت سے آباد ہے۔ پنجاب میں حضرت بابا کی اولاد کو چشتی کہتے ہیں اور وہ جگہ جگہ پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ صوبہ بہار و پٹنہ۔ پھلواری۔ شاہ پور۔ تریر۔ آگرہ۔ چین پورہ۔ غازی پور۔ شیخ سرائے ضلع دہلی۔ شیخوپورہ ضلع بدایوں۔ متھرا۔ فتح پور سیکری۔ گوالیار۔ لدھیانہ وغیرہ مقامات میں حضرت بابا کی اولاد موجود ہے اور خوشی کی بات ہے کہ یہ سب لوگ نہایت فارغ البال اور خوشحال ہیں اور عموماً ان کو اپنے جد امجد سے لگاؤ اور محبت ہے موجودہ سجادہ نشین دیوان سید محمد صاحب بھی حضرت بابا کی اولاد سے ہیں اور نہایت روشن خیال جوان صالح بزرگ ہیں اپنے بزرگوں کی تعلیمات کی پیروی کا خیال رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بہتری کا جتنا ان کو خیال ہے شاذ و نادر کسی مشہور سجادہ نشین کو نہ ہوگا۔

پسری اولاد کے علاوہ دختری اولاد بھی کئی مقام پر ہے"۔ راقم الحروف حسن نظامی کا خاندان بھی حضرت بابا کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے نسبت رکھتا ہے جو حضرت مولانا سید بدرالدین اسحٰق سے منسوب تھیں۔ اور جنکے دو فرزندوں مولانا سید محمد امام اور مولانا سید موسیٰ کو حضرت محبوب الٰہی اپنے ہمراہ دہلی سے لے آئے تھے اور یہاں اپنی ہمشیرہ زادیوں سے ان صاحبزادوں

کی شادیاں کردی تھیں یہی وجہ ہے کہ ہمارا خاندان حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ میں ہر قسم کی فوقیت رکھتا ہے اور اس کے حقوق اس خانقاہ میں خاص ہیں۔

کچھ لوگ جو حضرت مولانا سید بدرالدین اسحٰق کی اولاد اور ہمارے ہم جد ہیں پاکپٹن شریف میں بھی اپنے دادا کے مزار کے قریب رہتے ہیں۔

اس جسمانی اولاد کے بعد روحانی اولاد کو شمار کرنا چاہیئے جو ہندستان میں کم از کم ایک کروڑ ہو گی چین عرب افریقہ وغیرہ کی تعداد علیحدہ ہے کیونکہ صرف چین میں حضرت بابا کے سلسلہ کی ڈیڑھ سو خانقاہیں ہیں حضرت بابا کے خلیفہ اعظم حضرت قطب جمال الدین ہانسوی ہیں جن پر حضرت بابا کو اسقدر اعتماد تھا کہ بغیر ان کی تصدیق کے کوئی خلافت نامہ مکمل نہ ہوتا تھا حضرت قطب جمال الدین ہانسوی کے پوتے حضرت قطب منور نے حضرت محبوب الٰہی سے بیعت و خلافت پائی تھی اسلئے جمالیہ سلسلہ علیحدہ مشہور نہیں ہوا نظامیہ خاندان میں شامل ہو گیا لیکن آجکل ایک درویش خلیل الرحمٰن صاحب نامی نے جمالیہ سلسلہ کا نام بھی نظامیہ نام کے ساتھ لکھنا شروع کیا ہے اور ان کی یہ کارروائی ایک حد تک پسندیدہ ہے دوسرے خلیفہ حضرت بابا کے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی ہیں جنکو جانشین خاص حضرت بابا کا سمجھا جاتا ہے اور جن کی نسبت تمام قدیمی کتابوں میں اس کثرت سے حضرت بابا کی عنایت کے حالات ملتے ہیں کہ اور کسی کے بارہ میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے آجکل حضرت بابا کے مزار پر جس قدر عرس کی رسمیں ہوتی ہیں وہ سب حضرت محبوب الٰہی کی مقرر کردہ ہیں اور روضہ مبارک بھی حضرت محبوب الٰہی کا بنایا ہوا ہے جن میں ایک دروازہ کی نسبت حضرت محبوب الٰہی سے روایت مشہور ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا ہے جو آدمی داخل ہوا اس نے امن پایا لاکھوں آدمی محرم کی ۵ و ۶ تاریخ کو اس بہشتی دروازہ سے

گذرنا اور حضرت محبوب الٰہی کے ارشاد کی تعمیل کرنا ضروری جانتے ہیں۔

تیسرے خلیفہ حضرت بابا کے حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر کلیری ہیں۔ جن کی نسبت تو قدیمی کتابوں میں بہت کم ذکر پایا جاتا ہے۔ تاہم وہ بڑے نامور اور صاحب اثر بزرگ ہیں لاکھوں آدمیوں کو ان سے فیض پہنچا۔ اور لاکھوں ایسا فیض پاتے ہیں ہزاروں آدمی اس سلسلہ صابریہ میں بھی ایسے یگانہ ہوئے جن پر حضرت بابا کی روحانی اولاد فخر کرتی ہے۔ پیران کلیر شریف میں ہر سال جس دھوم دھام سے عُرس ہوتا ہے اور جس کثرت سے خلقت وہاں جاتی ہے وہ اس بات کی نشانی ہے کہ حضرت بابا کی حضرت صابر پر بھی نظر خاص تھی۔ الغرض حضرت بابا کی روحانی اولاد ان دو خلفا کے ذریعہ سے تمام ہندوستان پر چھائی ہوئی ہے خاص کر نظامیہ طریق کا اثر ہند و عرب سے نکل کر چین تک پہنچا ہے اور وہاں جسقدر حضرت بابا کے سلسلے کے مریدین ہیں وہ سب نظامی ہیں لاکھوں آدمی جو بالکل حضرت بابا کیسے اعضا ظاہری رکھتے ہیں اور صورت کے اعتبار سے وہ بھی ویسے ہی آدمی ہیں جیسے حضرت بابا تھے مگر وہ سب حضرت بابا کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں اور سب دل سے یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس قدسی صفات ذات کی غلامی کے قابل بھی نہیں ہیں۔ کیوں سے محض اسواسطے کہ حضرت بابا کو باطنی کمالات کا وہ درجہ عنایت ہوا تھا جو ان لاتعداد آدمیوں میں کسی کو حاصل نہیں +

تمّت

الوارث

سرمست بادۂ الست حضرت مولانا حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب کے
حالات زندگی۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بہت اضافوں کے ساتھ چھپا ہے
جس میں حضرت حاجی کا فوٹو اور ان کے مزار مقدس کا نقشہ بھی اضافہ کیا
گیا ہے۔ حضرت سلطان عبد الحمید خاں صاحب خلیفۃ المسلمین کی حضرت
سے بیعت۔ ایک عیسائی کونٹ کا آپ کا حلقہ بگوش ہو کر اسلام لانا وغیرہ۔
اس ساری خدمت کا کریڈٹ حضرت مولانا سید غفور شاہ صاحب الجسامی
الوارثی کو ہے جن کی کوشش سے کتاب دوسری بار طبع ہوئی ہے عاشقان
حضرت ممدوح و مریدان سلسلہ وارثی کے ہر ایک خادم کو اس کا
ایک نسخہ منگا کر پڑھنا اور حصول برکت و ثواب کے لئے گھر میں رکھنا
نہایت ضروری ہے۔

قیمت طبع اوّل آٹھ آنے۔ طبع دوم باتصویر بارہ آنے (۱۲/)

ملنے کا پتہ:- منیجر کارخانہ صوفی آبحیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

سلسلہ مشاہیر اسلام و صوفیہ کرام
نمبر ۲۴

صحیفہ شہبازیہ

یعنی حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری علیہ الرحمۃ کے حالات

مولفہ جناب مولینا محمد یونس صاحب بہادری سپرنٹنڈنٹ مدرسہ حسامیہ لمد بنگال

کارخانہ رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات کے لئے

بار دوم

بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ میں طبع ہوئے

قیمت ۵ر تعداد جلد ۱۰۰۰

سلسلہ مشاہیر اسلام و صوفیہ کرام

مشاہیر اسلام و صوفیۂ کرام کے حالات زندگی مرتب کرنے سے یہ فائدہ مدنظر ہے کہ ہم لوگ بھی ان بزرگوں کے روحانی فیوض و برکات سے فیضیاب ہوں اور دیکھیں کہ اسلام نے اپنی سادہ تعلیم سے قرون اولی میں کیسے کیسے حکمائے مشائخ اور کس پائے کے اولیاء اللہ پیدا کئے ہیں ان بزرگواروں نے معرفت کے رموز باطنی کو طشت از بام کر دیا اور ان کی یہاں تک اشاعت کی کہ آج ساری دنیا پر غیور خ باطن کی حکومت ہے ان کے نقش قدم پر چلنے کیلئے ان کے حالات سے واقف ہونا ضرور ہے اسلئے کارخانہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اور اس غرض سے کہ ہر ایک شخص آسانی سے خرید کر مطالعہ کر سکے قیمت بہت کم رکھی ہے فی الحال نمبران ذیل تیار ہیں۔ شائقین طلب فرما کر خود پڑھیں اپنے بچوں اور مستورات کو پڑھائیں اہل ثروت خرید کر غربا اور مسلمان طالب علموں میں تقسیم فرما دیں۔

	اصل قیمت		رعایتی
۱۔ حضرت منصور بن حلاج علیہ الرحمۃ		۲ ر	۵ ر
۲۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ	"	۳ ر	" ۱ر
۳۔ حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازیؒ	"	۳ ر	" ۱ر
۴۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی	"	۲ ر	" ۶ر
۵۔ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ	"	۳ ر	" ۱ر
۶۔ حضرت شیخ بو علی قلندر پانی پتی	"	۳ ر	" ۱ر
۷۔ حضرت امیر خسرو طوطئے ہند ؒ	"	۲ ر	" ۶ر

۸۔ حضرت سرمد شہید علیہ الرحمۃ	اصل قیمت	۳ر	رعائتی	ار
۹۔ حضرت غوث اعظم جیلانی علیہ الرحمۃ	"	۳ر	"	ار
۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	"	۳ر	"	ار
۱۱۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	"	۲ر	"	۸ر
۱۲۔ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ	"	۳ر	"	ار
۱۳۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح	"	۲ر	"	۸ر
۱۴۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رح	"	۳ر	"	ار
۱۵۔ حضرت شیخ سنوسی رح	"	۳ر	"	ار
۱۶۔ حضرت حکیم عمر بن خیام رح	"	۳ر	"	ار
۱۷۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ	"	۶ر	"	۰۲ر
۱۸۔ حضرت شیخ محی الدین اکبر علیہ الرحمۃ	"	۵ر	"	۲ر
۱۹۔ حضرت مولانا محمد حسین صاحب مرحوم آزاد	"	۴ر	"	۰۱ر
۲۰۔ نواب محسن الملک مرحوم	"	۴ر	"	۰۱ر
۲۱۔ مولوی نذیر احمد خاں مرحوم دہلوی	"	۵ر	"	۲ر
۲۲۔ آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم	"	۶ر	"	۰۲ر
۲۳۔ آنریبل سید امیر علی سلمہ ربہ	"	۳ر	"	ار
۲۴۔ حضرت شہباز علیہ الرحمۃ	"	۵ر	"	۲ر
۲۵۔ امیر المؤمنین سلطان عبد الحمید خان غازی	"	۵ر	"	۲ر
۲۶۔ حضرت کرشن معظم	"	۲ر	"	۸ر

	اصل قیمت		رعائتی
۲۷۔ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ		۲/	۸/
۲۸۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ	″	۴/	″ ۱۰/
۲۹۔ حضرت امام جنید علیہ الرحمۃ	″	۲/	″ ۸/
۳۰۔ حضرت ابوالنجیب سہروردی	″	۲/	″ ۸/
۳۱۔ غازی عثمان پاشا رح	″	۶/	″ ۰۲/
۳۲۔ حضرت خالد بن ولید رض	″	۵/	″ ۲/
۳۳۔ حضرت سعدی شیرازی	زیر طبع		
۳۴۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر مہنوی	″	۲/	″ ۸/
۳۵۔ حضرت مخدوم علاؤالدین صابر کلیری	″	۲/	″ ۸/
۳۶۔ حضرت امام حنبل علیہ الرحمۃ	″	۳/	″ ۱/
۳۷۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ	″	۴/	″ ۱۰/
۳۸۔ ملک الناصر سلطان صلاح الدین	″	۵/	″ ۲/
۳۹۔ حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ	″	۶/	″ ۰۲/
۴۰۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	″	۳/	″ ۱/

المشتہر

منیجر کارخانہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

پنجاب

یہ رسالہ نہائت خصوصیت اور محبت سے سیدی و مرشدی حضرت اقدس سید غفور شاہ حسامی الوارثی اسلامک تھیا صوفیکل مشنری اور اخی معظمی و مکرمی مسٹر محمد سعید صاحب حسامی (طالب علم بی۔ اے کلاس جو حضرت سے خاص طور سے روحانی عقیدت بھی رکھتے ہیں۔ اور حضرت کے مخلص قلبی مبارک شان عزیزی اقبال حسین سلمہ المنان (رائے گنج گورکھپور) کے خوشتر ناموں پر معنون کرتا ہوں۔ تاکہ رسالہ بارگاہ حسامیہ میں خاص طور سے مقبول ہو۔

گر بغلامی خودم شاہ قبول میکند
تا مبارکے دہم بندہ بہ بندگیش خط

المترجم

دیباچہ مترجم

چونکہ اولیائے کرام رحمہم اللہ کا تذکرہ نزول برکات کا سبب اور نجات دارین کا وسیلہ ہے۔ اس لئے عارف ربانی سالک شریعت و طریقت امام العاشقین شمس المتصوفین حضرت مولانا حاجی الحرمین سید غفور شاہ صاحب وارثی حسامی دام فیوضہم نے اس بندۂ عاصی ہیچمیرز کو فرمایا کہ سلطان العارفین پیشوائے عاشقین جامع علوم ظاہری و باطنی حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری قدس اللہ سرہ العزیز کے تذکرہ میں یہ ایک رسالہ قلمی بزبان فارسی جو مجھے مل گیا ہے۔ تم اس کو ترجمہ اردو میں کردو۔ بندہ نے قلت فرصت کے باوجود اس رسالہ کے مفید عام اور فیض رساں ہونے پر نظر کر کے اور حضرت اقدس ممدوح کے ارشاد کی تعمیل کو موجب سعادت دارین متصور کر کے ابتغاء لِمرضاتِ اللہ وَمُستعیناً بفیضانہ اس کو شروع کیا۔ فیاض حقیقی سے دعا ہے کہ اسے مفید عام بنائے اور اس طالب بے پر و بال۔ پامال خودی کو بوسیلہ رہنمایان منازل صدق و دانایان اسرار وجد و عشق رضوان اللہ علیہم اجمعین، طالب

کی پست نظری سے نجات بخش کر منزل مطلوب کی بلند خیالی سے اپنا طالب پھر مطلوب بناوے۔ یہاں تک کہ طلب عین طالب اور طالب عین مطلوب ہو ع

تاکس نہ گوئد بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

حضرتا ممدوح وارثی حسامی کی جائے ولادت موضع کرائے پرسرائے ضلع پٹنہ ہے۔ آپ کے ناںہالی سلسلہ میں ایک بہت مشہور ولی اکمل قطب الاقطاب حضرت مخدوم[1] شاہ حسام الدین چشتی قدس سرہ مانک پوری گذرے ہیں۔ جن کی بہت بڑی خانقاہ مقام مانک پور مضافات شہر الہ آباد میں ہے۔ حضرت مخدوم کا چشمہ فیض خلفائے اکمل کے ذریعے تمام ہندوستان میں بخصوصیت اور ساری دنیا میں بالعموم جاری ہے اور بفضلہ تا قیامت جاری رہیگا۔ یہ رسالہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت مخدوم قدس سرہ کے حالات وخوارق عادات کا ایک شمہ بھی لکھا جائے۔ آپکے تذکرے اخبار الاخیار۔ مرأۃ الاسرار۔ روضتہ الاقطاب وغیرہ کتابوں میں بھی ہیں۔ یہاں مجھے حضرت سیدنا ومولانا غفور شاہ کی نسبت حسامیہ اور وارثیہ ناظرین پر واضح کرنی ہے؛

[1] آپ مولانا نور قطب عالم کے خلیفہ تھے۔ یہ اپنے والد حضرت شیخ علاؤ الدین کے خلیفہ تھے۔ یہ مولانا سراج الدین المعروف بانی سراج کے خلیفہ تھے اور یہ حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ تھے۔

آپ کی نسبت حسامی کی وجہ حضرت مخدوم شاہ حسام الدین قدس سرہ سے نسب مادری کے مافوق اور قوی تر یہ بھی ہے کہ علوم ظاہری کے زمانہ تعلیم میں جبکہ آپ کی عمر ابھی تقریباً ۱۴ سال کی تھی حضرت مخدوم کی روحانیت پاک سے بطریق اویسیہ شرف بیعت سے ممتاز حسامی فیوض سے مالامال اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ اور چونکہ بیعت شیخ صوری بھی اصولاً ضروری تھی۔ اس لئے بایمائے روحانیت حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز آپ نے حضرت محبوب یزدانی فخر زماں غوث وقت قطب دوران حاجی حافظ سید شاہ وارث علی رحمۃ اللہ علیہ مقام دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی صاحب وجد وصال قریب العہد گذرے ہیں۔ اور اس ملک کے مسلمانوں کے نزدیک تعریف سے مستغنی ہیں) کے دست مبارک پر بیعت ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے کچھ دنوں اپنی کیمیا اثر صحبت سے آپ کو مستفیض فرمانے کے بعد خرقہ ہمرنگی عطا فرمایا کل میسر لما خلق اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے آپ جیسے اہل کے موجود ہونے کی صورت میں دنیا میں اپنی ضرورت نہ سمجھی اور عطائے امانت سینہ بسینہ کے دو ہی ہفتہ بعد محبوب حقیقی کا وصال اختیار فرمایا ؎

من و تو رفتہ و خدا ماندہ ‌ ‌ کے بود خود نہ خود جدا ماندہ

یہی مذکورہ امور آپ کے حسامی ووارثی نسبتوں سے منسوب ہونے کے سبب ہیں۔

حضرت مولانا خرقہ پوشی کے بعد ہی ترک لباس وترک دنیا کر کے بحکم سیروا فی الارض دیار عرب وہند کی سیاحت اور سلسلۂ عالیہ کی اشاعت فرمانے میں گرم رو ہوئے اور اب تک یہ طریقہ جاری ہے واقعی آپ کی تعلیم وہدائت باطنی تحصیل نور ربانی کے لئے نہائت موثر پائی گئی ہے۔ جوکہ آپ کے ہونہار مریدین ومسترشدین کی روز افزوں ترقی سے بیّن طور پر ظاہر ہے۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جہاں حضرت اقدس تشریف لے جاتے ہیں۔ وہاں وہ لوگ بھی جن کو صوفیوں سے کوئی عقیدتمندی بظاہر نہیں معلوم ہوتی وہ بھی ایک دفعہ آپ کے نیاز حاصل کرنے کے بعد آپ کی صحبت اور زیارت کے متمنی رہتے ہیں۔ مسلمان ہندو عیسائی اور ہندوستان کی ہر قوم کے عام وخاص کا میدان آپ کی طرف ہے آپ کے دامن کرم سے جن کو توسل اور تعشق روحانی کا فخر حاصل ہے۔ ان میں بڑا حلقہ قدیم اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کا ہے۔ جن کے کمال فلسفہ اور کمال تبحر علمی نے ان کو حضرت کی عقیدتمندی میں اور زیادہ شیدائی اور پروانہ وار بنا رکھا ہے۔ یہاں اس موقع پر دو نہائت قابل اور فاضل حضرات کا نام نہ لینا سہو اور سہو عمد سے کام لینا ہے

یعنی خان بہادر مولوی محمد احسان اللہ صاحب ایم اے انسپکٹر اسکولات حلقہ چٹاگنگ اور مسٹر ابوالقاسم خاں صاحب ایم اے اسسٹنٹ انسپکٹر اسکولات بہار۔ مشرقی بنگال۔ مغربی بنگال اور ممالک متحدہ میں آپ کے حلقہ بگوشوں کا سلسلہ یوماً فیوماً ترقی کر رہا ہے۔ ایک عجب ذات ہے۔ جس کی مثال ایک برقی روحانی شمع سے دی جا سکتی ہے کہ وہ جہاں نمایاں ہوئی وہیں ہر سمت سے نظریں اٹھنے لگتی ہیں اور پروانوں کی فدائیت کا تماشہ ہونے لگتا ہے۔ آپ کا سن ولادت ۱۸۹۲ء مطابق ۱۳۰۹ھ ہجری ہے۔ اس بائیس سال کے زمانہ میں جو مدارج روحانی آپ کو حاصل ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ اپنے علمی کمالات سے بھی برابر کام لیتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک اردو اور انگریزی اخبارات میں صدہا مضامین نکل چکے ہیں۔ اور انگریزی میں حضرت امام العاشقین حاجی وارث علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز سلطان المشائخ حضرت ابراہیم ادہم۔ حضرت کرشن مقدس۔ حضرت منصور حلاج اور حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی کی سوانحعمری شائع ہو چکی ہے۔ انگریزی میں تصوف پر ایک نہائت جامع رسالہ بھی شائع ہوا ہے۔ غرض حضرت اقدس سراپا مظہر کمالات صوری و معنوی ہیں۔ یہ رسالہ آپ کی توجہ سے گمنامی سے

روشنی میں آتا ہے۔

المترجم سید محمد یونس بہاری سپرنٹنڈنٹ
مدرسہ حسامیہ کملہ (بنگال)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحیفہ شہبازیہ

یعنی حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری علیہ الرحمۃ کے حالات

(رقمزدہ مولانا شاہ محمد عابد قدس سرہٗ شہبازی)

ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ اس خاندان ذی عظمت و شان کے مورث اعلےٰ حضرت اقدس مولانا سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ ہیں۔ سابق وطن بخارا ہے۔ جہاں آپ کے اسلاف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سکن گزین تھے۔ اور کتب متاخرین سے واضح ہے کہ مقتدایان خاندان ہذا سے ایک بزرگ حضرت حاجی خیر الدین مع اپنے صاحبزادے مولانا سید شاہ خطاب خانہ خدا کے حج و حرم رسول کی زیارت سے فارغ ہونے

کے بعد بطریق سیر و سیاحت مقام دیواہ رونق افروز ہوئے جن کے تذکرے و خوارق عادات تمام اضلاع بنگالہ میں مثل روز روشن کے معروف ہیں۔

حاجی سید خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال اور مولٰنا شہباز قلندر قدس سرہٗ کی ولادت کے بعد حضرت مولٰنا شاہ خطاب اپنے فرزند عالی مرتبت موصوف کو ساتھ لیکر بحکم باطن شہر بھاگلپور میں بمنصب ولائت رونق افروز ہوئے۔

چنانچہ صوفیۂ کرام کی معتبر کتابوں میں مقالات حضرت مولانا شہباز رحمۃ اللہ علیہ کے مندرج ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبل ولادت باسعادت حضرت مولانا شہباز کے حضرت شاہ شرف الدین مخدوم الملک بہاری اور مخدوم جلال الدین پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تصفیہ ولائت بھاگلپور کا مباحثہ پیش تھا۔ آخر عالم مراقبہ میں جناب سالت آب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضوری ہوئے اور یہ حکم ہوا کہ بھاگلپور کی ولائت شہباز ولی اللہ کے نامزد ہو چکی ہے اور ایک کتاب میں مرقوم ہے کہ حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے قریب بزمانہ وفات اپنے مریدوں کو یہ وصیت فرمائی کہ میرے خاتمہ کے ساتھ فاتحہ شہباز بھی شامل رکھنا۔ مریدوں نے عرض کیا کہ یا حضرت شہباز کون بزرگ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ

شہباز سے ست کہ تا عرش کند پروانے

یعنی ایک شہباز ہے ۔ جس کی ایک پرواز عرش تک ہے۔
ابھی تک صوبہ بہار اور اوڑلیسہ وغیرہ کے علاقوں میں حضرت کے سہ ماہی کا فاتحہ جاری ہے ۔ حضرت کے خلفاء کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ۔ حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ ہی کے خلیفہ گذرے ہیں ۔ جن کا مزار شریف مقام ٹھگڑا میں موجود ہے آپ کی خلافت کا سلسلہ بہار شریف میں بھی جاری ہے اور اسی خاندان کے خوان نعمت سے بزرگان پھلواری کو بھی حصہ ملا ہے چنانچہ حضرت شاہ مجیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول شہبازی ست طریقہ مجیب یعنی مجیب کا سلسلہ طریقت شہبازی ہے ۔ اس دعوی کی دلیل صریح ہے اور حضرت کے چھوٹے صاحبزادہ مولانا صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سیالکوٹ کی ولائت تفویض ہوئی ۔ اور آپ اپنے پدر بزرگوار یعنی مولانا عالی وقار سے رخصت ہو کر سیالکوٹ میں رونق افروز ہوئے وہاں سلاطین گذشتگان علیہم الرحمۃ والغفران کی طرف سے وجہ معاش دیوانیہ لاکھوں روپے بطور نذر پیش کش ہوئے ۔ چنانچہ اب تک مزار پر انوار کی زر بفتی چادریں اور جڑاؤ قندیلیں مشتاق زائرین کو اپنی قدرتی چمک دمک دکھارہی ہیں ۔ اور لنگر خانہ بھی جاری ہے اور آپ کی برکت اور آپ کے خلفا کی خلافت سے پنجاب والہ آباد وغیرہ کے علاقے اب تک فیضیاب ہو رہے ہیں ۔ حضرت شاہ اجمل اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی خاندان ذی شان کے متوسلین میں ہیں ۔ جن کا دائرہ شریف

شہر الہ آباد میں ہے۔ سلاطین آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ اور ایسے ہی بھاگلپور بھی بادشاہوں کا زیارتگاہ رہا۔ چنانچہ ۱۰۳۵ھ میں شاہجہاں بزمانہ شہزادگی جبکہ شہزادہ خرم کے نام سے مشہور تھے بھاگلپور آئے اور شرف ملازمت سے حضرت کے مشرف ہوئے اور شاہ شجاع بغرض حاضری مزار شریف ۱۱۲ھ میں وارد ہوئے تھے۔ جس زمانہ میں شاہ اورنگ زیب شاہی پر متمکن تھے۔ شہزادہ عظیم الشان کو بغرض تحصیل شرف زیارت مزار پر انوار کے بھاگلپور آنا پڑا اور تذکرے کی کتابوں سے یہ مضمون ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولانا شہباز قدس سرہٗ کو سلاطین اور امرا و ارا کین بڑی بھاری رقم کی وجہ معاش بطور نذر کے پیش کش کیا چاہتے تھے۔ مگر دو پشتوں تک تو یہ خواہشیں انکی نامقبول رہیں۔ بعد اس کے جب اولاد کی کثرت ہوئی۔ تو مقدار قلیل بقدر اخراجات فقرا اور مساکین کے قبول فرما کر درس و تدریس میں صرف فرماتے رہے ۱۱۲۴ھ میں فرخ سیر راج محل سے آئے اور سلطنت کی خواستگاری کی۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا محمد عاصم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شہباز رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے بھاگلپور کے سجادہ نشین تھے آپ سے اس نے اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے امداد چاہی آپنے ارشاد فرمایا کہ میرے خلیفوں میں سے ایک شخص جن کا نام نامی مولانا شادمان بیگ ہے۔ بہار کے علاقہ میں مقیم ہیں۔ ان سے امداد طلب کرو۔ مگر مولانا موصوف کی اس وقت وفات ہو چکی تھی۔ حضرت کے حکم

کی تعمیل یوں ہوئی کہ ان کے آستانہ پر حاضر ہو کر طالب امداد ہوا
خلفاء مسترشدین نے شہزادہ کی رفاقت قبول فرمائی۔ اور احسن قلیخاں
کے ساتھ ہو لئے۔ جب سادات ستودہ صفات کی جماعت میں
یہ شہرت ہوئی کہ ایک شہبازی جانشین کے حکم سے مولانا
شادمان بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا فرخ سیر کو تخت دہلی پر جلوہ
افروز کرنے کی غرض سے کوچ کا نقارہ بجا رہے ہیں تو اس جماعت
سراپا سعادت نے بھی شہزادہ کی معاونت کے لئے کمر ہمت مضبوط
کرلی۔

القصہ جب پہلی جنگ میں آثار ہزیمت نمایاں ہو گئے۔ تو
لشکر ظفر پیکر نے اپنی دلی توجہ کے معاملات کو حضرت مولانا
قدس سرہ کی طرف متوجہ کر دیا۔ تائید غیبی موجزن ہوئی اور افواج
مواج کی ہیبت اور رعب کا مخالفین پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اور آخر کار
شکست دی۔ جب شاہ فرخ سیر کی فتح و نصرت کا نشان میدان میں
چمکنے لگا۔ اور مقدس خلیفوں نے ان کو تخت سلطنت پر بٹھایا تو
فرمان خسروی اس مضمون کا صادر ہوا کہ جتنے اضلاع بھاگلپور
کے ہیں۔ تمام و کمال حضرت مولانا کے آستانہ شریف کے چراغی
کے لئے نذر رہیں۔ حضرت نے قبول نہیں فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ
اس قدر مبلغ کثیر آمدنی اس خاندان کے قدم کو توکل کے احاطہ
سے باہر کر دے گی۔ ہاں بعوض اس کے اپنے خلفا اور معاونین

کے ساتھ کچھ حسن سلوک کردو۔ چنانچہ شاہ ذی جاہ نے حسب الارشاد حضرت کے عمل فرمایا۔ چند خلیفہ حضرت کے اضلاع بنگالہ میں مقرر تھے۔ چنانچہ ایک خلیفہ شاہ میر علی خلیفہ دیوان سید راجہ رحمۃ اللہ علیہ مقام میدنی پور ہیں۔ جن کی خلافت کے فیض نعمت نے دینلج پور وغیرہ کے اطراف کو مالا مال کردیا۔ خلفا اور مریدین آپ کے تمام اطراف چاٹگام اور سلہٹ وغیرہ میں اب تک موجود ہیں جن کے احوال بالتصریح دوسرے تذکروں اور کتابوں میں مندرج ہیں۔ ایک اور سلسلہ تعلیم مریدان حضرت کے خلیفہ شاہ دلاور علی سے جاری ہے کیونکہ مرید شاہ نعمت اللہ کے اور وہ مرید مولانا محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اور بعد زمانہ حضرت مولانا شہباز علیہ الرحمۃ کے شہر بھاگلپور کے محلہ ملاچک میں سجادہ نشینوں کا سلسلہ لگاتا رہا اور ان حضرات کی ذات مقدس آیات سے علوم عربی و فارسی کا طریقہ درس و تدریس اور طلبا و فقرا کی خبرگیری کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رہا اور اب تک ہے۔

از طرف حضرت مولانا محمد محترم قدس سرہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بعد حمد و نعت کے فقیر محمد محترم عرض کرتا ہے۔ چونکہ اس وقت

تک زمانہ وصال حضرت مولانا مولوی شاہ شہباز قلندری کو ایک سواڑتالیس سال گذرے اور مفصل احوال و تصرفات حضرت ممدوح کے کسی تحریر میں نہ آئے۔ اس سے احتمال تھا کہ طالبین زمانہ آئندہ اس سے محروم رہجائیں بایں وجہ جو کچھ حالات بزرگان زمانہ سے مسموع ہوئے زبان فارسی میں جمع کئے گئے تاکہ معتقدین و مسترشدین سلسلہ شہبازیہ اس سے مستفیض و مستفید ہوں۔

نقل ہے کہ حضرت زمانہ صغر سنی میں ہمراہ لڑکوں کے سبق پڑھتے تھے۔ بلکہ سبق سے مہلت ہوتے ہی نظر اشرف کو جانب آفتاب بلند فرماتے تھے۔ تمام لڑکے مدرس سے خبر کرتے تھے کہ یہ صاحبزادے سبق یاد نہیں کرتے۔ بلکہ بعد فراغت سبق آفتاب سے نظر لڑاتے ہیں۔ مدرس صاحب نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ کیوں سبق یاد نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا سبق آفتاب پر لکھا ہے۔ اُستاد صاحب نے جو نظر آفتاب کی طرف اُٹھائی۔ تو دیکھا سبق جرم آفتاب پر منقوش ہے وہ معترف و معتقد آنحضرت کے ہوگئے۔

نقل ہے کہ حضور قدس سرہٗ شہر قنوج میں طالب علمی کرتے تھے۔ ایک کنیزک نوجوان اور حسینہ جمیلہ اور شکیلہ آپ پر فریفتہ و شیدا ہوئی اتفاق سے ایک روز اوس کو تنہائی میں مل گئے آپ کی

خدمت میں حاضر ہو کر دونوں پستان اپنے دکھلائے اور کہا کہ مجھے
یہ زخم نکل آئے ہیں۔ آپ اس پر دم کر دیجے کہ چنگی بھلی ہو جاؤں
آپ کے دم کرتے ہی دونوں پستان اوس کے ناپدید ہو گئے
لونڈی نے اس مصیبت کی فریاد اپنے مالک سے کی اس نے کہا
کہ تو نے اس متبرک درویش سے گستاخی کی ہے پھر اسی کے پاس
جا لونڈی پھر حضرت کے حضور میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری خواہش
ہے کہ وہ زخم جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے پھر آپ کے دم کرتے
ہی دونوں پستان جیسے تھے پھر ہو گئے۔

نقل ہے کہ آپ کسی شہر میں بطلب علم تشریف رکھتے تھے
مدرسہ کا مالک بہت ہی غریب تھا۔ اسے بھی استطاعت نہ تھی کہ طلبا
کے مطالعہ کے لئے روشنی کا انتظام کرتا۔ آپ ایک بقال کے
دوکان پر تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ میں رات کو تمہاری
دوکان میں اپنی کتابوں کا مطالعہ کروں گا۔ اگر تم اس کو قبول کر لو تو
تمہاری دوکان کی نگہبانی بھی ہو جائے گی۔ اس نے قبول کر لیا آپ
نے جب سے وہاں مطالعہ شروع کیا۔ بقال نے اپنی دوکان کی آمدنی
میں ترقی دیکھی۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ شہر کے کسی بڑے دولتمند
کے گھر شادی کی دھوم تھی اور اس شادی کے جلوس کا دلکش منظر
اس کے دوکان کی طرف ہو کر گذرا۔ چونکہ یہ دوکان شہر کی بڑی سڑک
پر واقع تھی۔ تماشہ میں رقص و رنگ اور شائقین طبل و چنگ چاروں

طرف سے اس موقع پر مجمع ہو گئے اور ساری رات بازاریوں نے بھی بازار تماشہ سے گرم کیا۔ صبح کو بقال نے حضرت سے پوچھا کہ آپنے کبھی اور بھی ایسے دھوم دھام کی شادی اور اس شان وشوکت کا تماشہ دیکھا تھا۔ آپ نے متعجب ہوکر فرمایا کہ کیسے شادی اور کہاں کی دھوم دھام اور تماشہ مجھے تو کچھ بھی خبر نہیں تو کہتا کیا ہے حضرت کو مطالعہ میں اس قدر استغراق تھا۔ کہ اتنے آدمیوں کے ہجوم اور طبل وغیرہ کے شعور کی اطلاع آپ کے گوش مبارک کو نہ ہوئی۔ بقال کو تعجب ہوا اور دریافت سے یہ بات کھلی کہ ان کی ذات مبارک کو استاد ازل نے درویشی کے گہرے رنگ سے رنگ دیا ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ بقال نے نہائت ہی آرزو اور تمنا سے یہ عرض کی کہ یا حضرت کچھ تو میرے گھر سے تناول فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا خیال مت کرو کیونکہ تم مجھے آسودہ نہ کرسکو گے بقال نے جب بہت التجا کی تو آپ نے اوس سے گھی کی فرمائش کی۔ اوس نے ایک سیر گھی پیش کیا۔ آپ نے اوس کو نوش فرماکر اور طلب کیا۔ بقال نے پہلے سے زیادہ حاضر کیا۔ اوس کو بھی کھا لیا یہاں تک نوبت پہنچی کہ کئی من گھی جو اوس کے گھر میں موجود تھا۔ سب کھا لیا تب تو بقال کا چہرہ گھبراہٹ سے زرد ہوگیا۔ کہ غریب کے سب روپیہ کا گھی خسارہ اور تاوان میں چلا گیا۔ حضرت نے یہ حال اس کا دیکھ فرمایا گھی کے کل برتنوں کو سرپوش سے ڈھانکو اور دوسرے ظروف میں جن کو خالی سمجھتے ہو

سرپوش دیدو۔ بقال نے ویسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا تو سبھی ظرف گھی سے بھرے ہیں۔ بقال نے اس واقعہ کی حقیقت کو برملا لوگوں میں جا سنایا۔ تب حضرت نے یہ پوچھا کہ اب تو میری مجلس میں خلق خدا کی جمگھٹ ہوگی۔ اور ان کے معتقدانہ خیالات مجھے تنگ کریں گے اور تحصیل علم کو مانع ہوں گے ادھر اس خیال کا رنگ جما۔ اُدھر شہر کو خیرباد کہکر چلتے ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت سید یسین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا کے مرشد سے کوئی ایسا قصور سرزد ہوا۔ جس کے سبب سے اوس زہد و تقویٰ کے نورانی چہرہ مبارک پر آثار تیرگی محسوس کرنے لگے۔ اس لئے وہ اپنے جرم کے مکافات کے لئے حج بیت اللہ شریف ادا فرماکر مدینہ منورہ کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور چاروں طرف مزار اقدس کے اپنی ریش مبارک سے بارہ برس تک جاروب کشی فرمانے کے بعد روضہ مبارک کے اندر داخل ہونے کے لئے عربی محافظین سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت نہ دی تب آپ نے صدا دی یاجدی یعنی اے میرے نانا مدد فرمانا کہ جس کے جواب میں ندا آئی۔ یاولدی۔ یعنی اے میرے لڑکے سنا۔ اس ندا کے سنتے ہی اہل عرب نے آپ کو اندر جانے کی اجازت دیدی جب آپ کو روضہ مبارک کے اندر حضوری ہوئی۔ آپ نے اپنے دل کی کہانیاں کہہ سنائیں۔ جرم تو معاف ہی معاف تھا۔ دل کی روشنی نے چہرہ

مبارک کو نورانی کر دیا۔ اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حکم صادر ہوا کہ ایک شخص بنام شہباز شہر مونگر میں مقیم ہے تم وہاں جاؤ اور اسی کے ہاتھ پر بیعت کر و یا وہی تم سے بیعت کرے آپ نے یہ حکم پاکر بغرض تعمیل اسی وقت کوچ فرمایا۔ جب کابل پہونچے تو ایک درویش صفا کیش کی نظر آپ پر پڑی وہ دیکھتے ہی بول اٹھا کہ یہ صیاد اس دھیان میں چلا جاتا ہے کہ شہباز کو اپنے دام میں لاوے۔ جب مونگر پہنچے تو راستہ ہی میں حضرت مولانا شہباز رحمۃ اللہ علیہ سے نگاہیں چار ہوئیں۔ سید لیسین علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے۔ مولانا شہباز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مونگر۔ پھر پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ حضرت نے جواب دیا شہباز تب آپ نے نور باطنی سے اس امر کو دریافت کر لیا کہ یہ وہی شخص ہے۔ جس سے بیعت کے لئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ چند دنوں تک تو دونوں بزرگوں میں ہی ردو بدل رہا۔ ایک دوسرے سے یہی فرماتے کہ میں تم سے بیعت کرلوں۔ آخر فیصلہ باہمی دونوں بزرگوں کے سن پر ہوا۔ کہ حضرت شہباز نے حضرت لیسین کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ اور اہل وعیال حضرت لیسین کے حضرت شہباز کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت لیسین علماء حدیث میں بڑی خاص مہارت رکھتے۔ خود حضرت مولانا شہباز

رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں شامی ابو حنیفہ کوفی ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت بھاگلپور میں تشریف لائے چند روز جھگانوں میں جو دیہات ہے مقیم رہے پھر آپ نے اپنے لڑکوں کے لحاظ سے قصبہ بھاگل پور کے قیام کو پسند فرمایا۔ اتفاقاً اس سال بارش کی بہت ہی قلت ہوئی۔ وہاں کے حاکم وقت نے آپ کے اوصاف حمیدہ سنکر آپ کی طرف رجوع کیا۔ اور خشک سالی کی شکائت کی۔ حضرت نے فرمایا فلاں درویش کے پاس جاؤ جو کہ فلاں مقام پر رہتا ہے اور اس سے اپنی حاجت میں مدد چاہو۔ حاکم نے اس درویش کے پاس حاضر ہوکر عرض حال کیا اس نے جنگل کی طرف جاکر دربار کبریائی میں مناجات کی۔ اسی وقت بارش ہونے لگی اور اس درویش نے کہا کہ شہباز اپنے تئیں چھپانا چاہتا ہے اور میں جو ایک گوشہ میں کنارہ کش ہوکر بیٹھا تھا۔ مجھے ظاہر کیا چاہتا ہے۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے اوسی کو ظاہر کرے۔

نقل ہے کہ جب حضرت بھاگلپور میں جلوہ افروز ہوئے اور آپ کی خداداد شوکت وحشمت روز افزوں ہونے لگی۔ تو حاسدوں کے دلوں میں آتش حسد شعلہ زن ہونے لگی اور یہ سمجھ کر کہ اب تو ہماری عزت وشہرت اقتدار ووقار کی گرم بازاری نہ رہے گی۔ حاکم

وقت کے پاس جا کر آپ کی غیبت کی اور بہتیری شکوہ شکایات سے اسے بدظن کر ڈالا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ حاکم وقت کو آپ سے برہم کر دیا اور اس کو اس پر مستعد اور آمادہ کیا کہ وہ آپ کو بلوا کر ایسی تضحیک و توہین کرے کہ آپ کو مجبوراً اس قصبہ کو خیرباد کہنا پڑے۔ چنانچہ حاکم نے حضرت کو دعوت مسنون کے حیلہ سے بلوایا۔ جب آپ اس کی طرف چلے اور قلعہ کے پھاٹک تک پہونچے تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اس حاکم نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ حضور اقدس سے توہین اور بدسلوکی سے پیش آوے۔ اگر حکم ہو تو میں اس قلعہ کو الٹ دوں آپ نے فرمایا کہ قلعہ میں بہتیری خلق خدا بستی ہے اور نیت ایک ہی شخص نے کی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ بدنیتی اس کے دل سے جاتی رہے۔ چنانچہ خدام دربار نے اس کو اطلاع دی کہ جس شخص کی طلبی تھی وہ حاضر ہے۔ اس کے حق میں کیا حکم ہوتا ہے حاکم نے کہا کہ ان کو کس نے بلایا ہے ان سے کہو کہ اپنے مکان پر تشریف لے جائیں اُدھر تو یہ معاملہ ہوا ادھر ایک نیا گل کھلا۔ کسی نے حضرت منان سے جو حضرت کے خلفا میں سے تھے یہ خبر گوش گذار کر دی کہ آپ کے روحانی رہنما کو حاکم نے سزا دینے کے لئے طلب کیا ہے یہ سنا تھا کہ منان رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور فوراً قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قلعہ کے دروازے پر پہنچے

تو وہاں ایک بیر کا درخت سامنے پڑا تھا۔ اوس کو جنبش دے دی
اوس کا ہلنا تھا کہ خدا کی پناہ قہر خدا کو جنبش ہوئی اور فوراً حاکم درد
شکم سے بیتاب ہوا۔ ناگاہ اسی وقت آدمی کو معافی کے لئے دوڑایا
کہ شائد درویش نے دعائے بد کی ہے اس لئے یہ میری بری حالت
ہوگئی ہے مگر آدمی حضرت تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ حاکم حقیقی نے
اس مجازی حاکم کو معزول کر کے حضرت ملک الموت کے پنجہ میں
گرفتار کر دیا۔ جب اس امر کی خبر حضرت مولانا شہباز علیہ الرحمۃ کو ہوئی
تو میاں منان پر غضبناک ہو کر فرمایا کہ حاکم اگر تعزیر کرتا تو میری تمہیں کیا
پڑی تھی۔ حضرت میاں منان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو اس کا
متحمل نہیں ہوں آپ نے فرمایا کہ جب یہی کیفیت ہے تو اور کہیں اپنی
جگہ تجویز کرو۔ چنانچہ حضرت میاں منان نے وہاں سے تین کوس کے
فاصلہ پر اپنا قیام گاہ ٹھہرایا۔ اور وہی انکی قبر بھی ہے۔ نور اللہ مرقدہ

نقل ہے کہ شاہجہاں اپنے شہزادگی کے زمانہ میں جب اس کو
تمنا دہلی کی سلطنت کی ہوئی۔ تو حضرت کا نام نامی سنکر حضور میں حاضر
ہوا۔ اسوقت طلبا کو آپ علمی درس دے رہے تھے۔ مشغولی کے
سبب سے کچھ دیر کے بعد شاہزادہ کی طرف آپ نے التفات فرمایا
مگر حضرت کے چہرہ انور پر آثار غضب نمایاں تھے۔ شہزادہ نے
عرض کیا کہ میں اپنی حاجت لے کر آیا ہوں۔ بیزاری کا کیا سبب ہے
آپ نے فرمایا چونکہ تمہارا دامن شریعت کی حد سے زیادہ ہے اور

تم سلطنت کی آرزو رکھتے ہو۔ اگر تم شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر مستقیم نہ رہے تو ایک عالم کی گمراہی کا سامان ہے۔ شہزادہ نے عرض کیا کہ جو حکم ہو بجا لاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ جس قدر دامن تمہارا حد شرعی سے زیادہ ہے۔ اس کو پھاڑ کر طلبا کے حوالہ کرو۔ کہ ان کی ٹوپیاں ہوں۔ شاہزادہ نے اسے مجلس میں اس حکم کی تعمیل کی اور عرض کیا کہ میں ہندوستان کی سلطنت کی آرزو رکھتا ہوں چونکہ جنگ کے اسباب بھی موجود اور مہیا ہو چکے ہیں۔ اگر سلطنت میری قسمت میں ہے تو میں اس کے لئے آمادگی کروں۔ نہیں تو یہیں سے واپس چلا جاؤں۔ حضرت نے فرمایا لچھن تو معلوم ہوتا ہے یعنی صوبہ بہار کی زبان ہے۔ لچھن کے محاورہ میں ہے۔ اصل سندھی زبان ہے آثار اور طور کے معنی ہیں، آپ بھی پیدائش کے اعتبار سے بہاری تھے۔ اسی سبب سے زبان مبارک پر حضرت کے لفظ لچھن کا جاری ہوا۔ جب شاہجہان شہزادگی کے زینہ کو طے کر کے سلطنت ہندوستان کے تخت پر متمکن ہوا۔ تو ایک عرض حضور اقدس کے دربار پر انوار میں اس مضمون کی بھیجی کہ میں اپنی شہزادگی کے زمانہ میں حضور کی ملازمت سے مشرف ہو چکا ہوں۔ اب بادشاہی کی حالت میں حضور کی شرف ملازمت سے مشرف ہونے کا امیدوار ہوں اور چند اضلاع کی سند بھی بھیجدی۔ کہ یہ حضور کے املاک ہیں۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ پہلے تم شہزادہ تھے۔ تو تم سے ملاقات جائز تھی

اب حق سبحانہ تعالٰے نے تم کو سلطان بنایا ہے۔ تو اب تم سے ملاقات جائز نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے العلماء ورثۃ الانبیاء مالم یخالطون الملوک یعنی علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔ جب تک کہ وہ بادشاہوں سے میل جول نہ رکھیں لیکن فقیروں کو یہ چاہیئے کہ سلطان عادل کے حق میں دعائے خیر کرتے رہیں۔ میں بھی تمہاری خیر منا تا ہوں۔ جب تک تم عادل کی صفت سے متصف ہو۔ اور اگر تم میری ملاقات کا قصد کرو گے تو میں تمہارے ملک کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا۔ اور املاک کی سندیں تم نے کیوں بھیجیں میرا اور تمہارا رازق تو ایک ہی ہے۔ البتہ اگر تمہارا رازق کوئی اور ہوتا اور میرا رازق اس کا محتاج ہوتا تو میں اسے قبول کر لیتا یہ جواب دیا اور فوراً سندیں املاک کی پھاڑ ڈالیں۔

نقل ہے کہ خواجہ خضر علیہ السلام کو حضرت سے بڑی الفت تھی ایک روز خواجہ خضر نے ایک پتھر آپ کو ہدیہ دیا۔ اتفاقاً اس پتھر کو کسی لڑکے نے کنوئیں میں پھینک دیا۔ پھر جب خضر علیہ السلام آپ سے ملنے آئے تو پوچھا کہ آپ نے اس پتھر کو کہاں رکھا۔ دریافت سے یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ ایک لڑکا اس کو کنوئیں میں ڈال آیا۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ تم نے اُس پتھر کی قدر نہ کی وہ سنگ پارس تھا۔ جس چیز کو اُس سے مس کردو اُسے وہ کندن کر دے پھر تمہاری اولاد پر محتاجی کبھی نہیں آئے گی۔ آپ نے یہ سنکر کلوخ

استنجا کو دیوار پر پھینک مارا۔ اس ڈھیلے کے لگتے ہی دیوار سونے کی بن گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے میرے برادر خضر میری یہی التجا بارگاہ کبریائی میں ہے کہ میرے فرزندوں میں یہی نعمت باقی رہے جسے چور چوری نہ کر سکے اور آپ اپنے سنگِ پارس کو کنوئیں سے تلاش کرکے نکال لیجئے۔ جب کنوئیں میں گئے تو وہاں سنگِ پارس کا ڈھیر پڑا پایا۔ پھر خواجہ خضر نے فرمایا کہ تم کو میں بہت دوست رکھتا ہوں۔ بھلا کچھ تو مجھ سے لو۔ آپ نے فرمایا اچھا دیجئے۔ خواجہ خضر نے اپنی پشت مبارک آپ کی پیٹھ سے گھس دی۔ اوس کا اثر یہ ہوا کہ آپ میں قوت رجلیت کی نہایت افزونی ہو گئی۔ چار بیویاں ہمیشہ آپ کے نکاح میں رہیں۔ اگر کوئی ان میں سے وفات پاتی تو پھر آپ اون کا قائمقام کر لیتے۔ چنانچہ آپ کی ازدواج کی تعداد نو تک پہنچی تھی۔ اور چونکہ حکیم علی الاطلاق کی حکمت اس امر کی مقتضی تھی۔ کہ صلب اقدس سے آپ کے اولیاء کرام کی کثرت ہو۔ پچاس لڑکے آپ کی صلب سے پیدا ہوئے رحمہم اللہ تعالےٰ ونور مضاجعہم۔

نقل ہے کہ ایک تاجر نے آپ کی ہمت اور توجہ سے مدد لے کر بغرض تجارت سفر اختیار کیا۔ وہ براہ دریا سفر کر رہا تھا کہ جہاز قریب ڈوبنے کے ہوا اس وقت آپ درس کتب میں مشغول تھے۔ تاہم استغراق کی حالت تھی۔ آپ نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر زور سے فرمایا۔ جب ہاتھوں کو زمین سے اوٹھایا تو دست مبارک آستین تک تر تھا

خلفاء نے آپ سے اس واقعہ کی خبر پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس تاجر کا جہاز ڈوب رہا تھا۔ اس نے مجھے یاد کیا۔ میں نے جہاز کو غرق ہونے سے محفوظ رکھا۔ یہ اسی کی تری ہے۔ خلفا نے اس واقعہ کی تاریخ لکھ رکھی تھی۔ جب وہ تاجر سفر سے واپس آیا اور جہاز کا ماجرا سنایا۔ تو دونوں تاریخیں موافق ہوئیں۔ پھر اس تاجر نے عرض کی کہ میں بڑا مالدار ہوں لیکن میرے کوئی فرزند نہیں اور بیوی بھی بڑھاپے کے سن کو پہنچ گئی ہے تب حضرت نے اوس تاجر کو دو نگین دئیے۔ اور فرمایا کہ ایک تو تم اوس میں سے کھالو اور باقی دوسرا اپنی بیوی کو کھلاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ تاجر نے عرض کیا کہ لڑکے کا نام کیا رکھوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ میں مسافر اور وہ مقیم اس کلام کا یہ سبب تھا کہ چھ مہینے کے بعد ہی آپ نے وصال فرمایا تاجر نے حسب فرمان آپ کے عمل کیا اور جب لڑکا پیدا ہوا تو نام اس کا مقیم رکھا اور جب وہ جوان ہوا۔ تو تاجر نے سب احوال اپنے لڑکے سے کہہ سنایا اور کہا کہ تو دعا اور توجہ سے مولانا شہباز کے پیدا ہوا ہے۔ مسمی مقیم بھاگلپور آیا۔ اور روضہ شریف پر حضرت کے حاضر ہو کر فاتحہ پڑھا اور کھانے کا سامان بہت ہی اعلیٰ پایہ پر کیا اور مزار شریف اور چہار دیواری اور برجوں کو پختہ بنوا دیا۔

نقل ہے کہ ایک عورت لاہور میں آپ کی بزرگی کا شہرہ سنکر بیعت کے ارادہ سے روانہ ہوئی۔ اور ایک کپڑا بہت ہی احتیاط سے باوضو تیار کرا کر باوضو لے کر چلی۔ جب بھاگلپور سے دو کوس کا فاصلہ رہا

تو اس عورت کو آپ کی وفات کی خبر سنکر نہائت غم ہوا۔ لوگوں نے اُس سے کہا کہ ملا عبدالسلام اس وقت حضرت کے قائمقام ہیں۔ تو ان کے پاس جا۔ تب وہ ملا عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئی۔ انہیں عالم رویا میں یہ حکم ہوا کہ میری قبر کھود کر صندوق کو باہر کرو اور صندوق کے در کھول کر اس عورت کو بھیجدو اور تخلیہ کردو۔ یہاں تک کہ تم کو بھی رہنے کی اجازت نہیں اور کفن بوسیدہ ہو گیا ہے اوس کو علیحدہ کردو۔ اور اس کپڑے کا کفن جو کہ عورت ساتھ لائی ہے دے دو۔ صبح ہی ملا عبدالسلام علیہ الرحمۃ نے اوٹھکر حسب فرمان عمل کیا۔ وہ عورت صندوق کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میں تو اس قابل نہیں کہ میرے لئے ایسا عظیم الشان حکم ہو آپ کا ہاتھ اٹھا اور عورت کے ہاتھ پر جا پڑا! اور پھر بدستور ہو گیا۔ جب وہ عورت چلی آئی تو ملا عبدالسلام نے کفن کی تجدید کر کے صندوق کو گور میں داخل کردیا۔ جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو سب خلفاء آپ کے اکٹھے ہوئے۔ چنانچہ مولانا منان اور مولانا خواجہ علی اور دیوان سید راجہ اور دیوان سید قطب الدین اور دیوان سید علی رحمہم اللہ علیہ تعالیٰ ملا عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ پر سخت متعرض ہوئے اور اون کو مورد الزام قرار دیا۔ اس لئے کہ حضرت کے اقوال و افعال رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اقوال و افعال کے مطابق ہوا کرتے تھے تم نے یہ فعل خلاف شرع

کیوں کیا۔ اس الزام سے خلفاء کرام کے ملا عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نہائت ہی مغموم ہوئے۔ آخرش حضرت نے سبھوں کو بشارت دی کہ میں اوس عورت کے اعتقاد سے مجبور رہؤا تم سب ملا عبد السلام علیہ الرحمۃ سے اس معاملہ میں تعرض نہ کرو تب سب دست بردار ہوئے۔

نقل ہے کہ آپ کی تشریف آوری کے پہلے بھاگلپور میں ایک جوگی نرمل ناتھ کے نام سے مشہور تھا اور اس کے بہت سے چیلے تھے۔ آپ کے حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ حقہ پی رہے تھے۔ اُس نے آپ پر اعتراض کیا کہ جس زبان سے کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ اوس کو دھوآں نہیں دینا چاہیئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ کافر کی ہوا گلے میں گھس کر کلمہ پڑھنے سے مانع ہوتی ہے اس کے دفع کرنے کے لئے دود کش مناسب ہے اور اسی طرح کے اور چند سوالات کئے۔ آخرش قائل ہوا اور جب اس جوگی نے یہ دریافت کر لیا کہ مجھ سے اعلی اور ارفع طبقے میں ہیں تب وہ بھاگلپور چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کو چلا گیا۔ آپ کے وصال کے بعد چیلوں کے ساتھ پھر آیا اور کلوخ اندازی شروع کی۔ اوس وقت ملا عبد السلام علیہ الرحمۃ آپکے قائمقام تھے۔ اون کو بشارت ہوئی کہ میرے عصا کو اوس کے مقابلہ میں کھڑا کر دو۔ چنانچہ ملا عبد السلام نے ویسا ہی کیا پھر جتنے ڈھیلے نرمل ناتھ کے چیلے

پھینکتے تھے۔ وہ سب انہیں پر الٹ جاتے تھے۔ تب نریل ناتھ نے کہا کہ میں نے سمجھا تھا کہ شہباز مر چکے مگر نہیں وہ تو زندہ ہیں یہ کہکر بھاگلپور سے ہمیشہ کیلئے چلتا ہوا

نقل ہے کہ ایک درویش بہت دور دراز مسافت طے کرکے آپ کے حضور میں حاضر ہوا۔ اور اوس کی عادت یہ تھی کہ جس سے ملاقات کرتا تھا۔ مصافحہ کرتے ہی اس کی سب کیفیتوں کو سلب کر لیتا اور اسے خالی چھوڑ دیتا۔ جب حضرت کے پاس آیا آپ نے درویش سے مصافحہ کے بعد ساری نعمت سلب کر لی اور جس قدر فقرا سے سلب کیا تھا اوس کو بھی آپ نے جذب فرماکر اوس درویش کو بالکل خالی کر دیا۔ جب اس درویش نے آپ سے بہت منت سماجت کی تو آپ نے یہ عہد و پیمان لیکر واپس کیا کہ جس قدر اور فقیروں سے نعمت لے لیا ہے اس کو پھر انکو واپس کر دیں گے۔

نقل ہے کہ ملا محی الدین آپ کے بھتیجے نے شاہجہاں آباد جاکر ملا عبد الحکیم سے تحصیل علم و فراغت کی سند لی جب وہاں سے واپس آئے تو ایک روز کا تذکرہ ہے کہ آپ جس وقت حضرت ملا باقی کو شرح وقایہ پڑھا رہے تھے۔ اوسوقت وہاں ملا محی الدین بھی موجود تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا تم نے شرح وقایہ پڑھا ہے۔ انہوں نے غرور میں آکر جواب دیا کہ شرح وقایہ تو میرے شاگرد

پڑھا کرتے ہیں۔ تب حضرت نے فرمایا کہ ملا باقی کو سبق سمجھا دو
جب ملا محی الدین نے شرح وقایہ میں نظر کی تو عبارت کے معنی
اون کے ذہن میں نہ آئے۔ معلومات ان کے سلب ہو گئے
اس واقعہ سے ان کو نہایت ہی غم و اندوہ ہوا۔ آخرش ان کی ماں
حضرت کے پاس آئیں اور بہت منت و سماجت کی کہ ملا محی الدین
میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ اس نے بڑی محنت اور کوشش سے
علم حاصل کیا ہے۔ اگر یہی حال رہا وہ غم سے ہلاک ہو جائے گا
پھر حضرت کے تصرف سے علم اُن کا بدستور سابق ہو گیا۔ جب ملا
محی الدین نے دیکھا کہ حضرت بڑے بڑے مشکل سوالات علما کو
با آسانی حل کر دیتے ہیں۔ اور سائل کی تشفی ہو جاتی ہے۔ تب فرمایا
کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ حضرت کو اتنا وسیع علم حاصل ہے۔ اور جب
آپ کو اس قدر علم حاصل تھا۔ تو پھر مجھے شاہجہاں آباد کیوں بھیجا
جس سے پریشانی ہوئی۔ آپ نے فرمایا تاکہ علم کی قدر و عظمت
معلوم ہو۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت درس دے رہے تھے۔ اسی
حالت میں دیکھا کہ ایک شخص کو پیادہ نے پکڑ کر اوس کے سر پر گھاس
کا بوجھ دے رکھا ہے اور اس کو زد و کوب بھی کرتا جاتا ہے۔ تب
آپ نے خلیفوں سے پوچھا کہ اگر تمہارے ساتھ ایسا معاملہ کیا جاتا
تو تم کیا کرتے انہوں نے جواب دیا کہ پیادہ کی کیا مجال اگر ہمیں کچھ

بھی کہے تو ہم خوب ہی زدوکوب کریں آپ سے نے فرمایا کہ اس شخص کو خدا سے نے قطب کا درجہ عنائت فرمایا ہے اور حق سبحانہ وتعالے نے اسے یہ قدرت بخشی ہے کہ زمین وآسمان کو ایک لحہ میں زیرو زیر کرسکتا ہے۔ مگر تحمل بھی اس کو اس قدر ہے کہ اگر کوئی اسے مار بھی ڈالے تو کچھ نہ کہے۔ اور جب تک انسان متحمل نہ ہوگا اوسے درجہ قطبیت حاصل نہ ہوگا۔

نقل ہے کہ ملا عبدالسلام کی طبیعت کسب وریاضت کیطرف مائل نہ تھی۔ لوگوں نے ان پر طعن کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کمہرہ کو جو ایک قسم کا پتنگا ہے) اللہ تعالے نے یہ قدرت بخشی ہے کہ دوسرے کے بچہ کو لاکر اپنا سا بنالیتا ہے کیا شاہباز کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اپنے فرزند کو مثل اپنی بنا ڈالے۔ چنانچہ آپ نے ملا عبدالسلام کو چالیس دنوں تک بدستور مجرہ میں چلہ نشین فرمایا اور جو کچھ تعلیم فرمانی تھی فرمادی۔ جب ملا عبدالسلام چلے سے باہر آئے ان کی نظر اچانک بیر کے درخت پر پڑی۔ وہ درخت فورا جل گیا۔ حضرت نے فرمایا یہ درخت طلبا کے لئے بمنزلہ مادر تھا۔ تم نے اُسے جلا ڈالا۔

نقل ہے کہ حضرت ایک روز بیٹھے تھے اور حقہ نوش فرمارہے تھے اچانک حقہ کی نے ٹوٹ گئی۔ آپ کے خلیفوں نے سبب پوچھا۔ حضرت نے جواب دیا کہ ایک فقیر بہت دنوں سے بھرے

حق میں دعائے سیفی پڑھ رہا ہے میں نے یہ سمجھ کر کہ اوس کی محنت رائیگاں نہ ہو۔ اوس کے اس وار کو اپنے پر سے کیا۔

نقل ہے کہ حضرت کے فرزندوں کے ملک میں حاکم وقت نے ایک ایسا پیادہ مقرر کیا تھا جس کے ظلم سے رعایا بھاگ کر حضرت کے پاس پناہ لینے آئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری پیٹھ کیطرف ہو جاؤ۔ پیادوں نے تلاش کیا۔ مگر ان کی نظر رعایا پر نہ پڑی جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ یہ آپ ہی کے فرزندوں کا مالک ہے۔ تو آپ نے اپنے صاحبزادوں کو کچھ جھڑکی دی۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے مولانا خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زدو کوب فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ سر سے خون جاری ہوا۔ اور پٹی باندھنے کی نوبت پہنچی۔ اتفاق سے اسی روز حضرت کسی جگہ دعوت کی تقریب سے تشریف لے گئے تھے۔ مگر پاپوش مبارک کی یاد کسی کو نہ رہی اور مکان ہی میں چھوٹ گئی۔ جب مولانا خواجہ علی علیہ الرحمۃ کی اس پر نظر پڑی تو وہ اس کو اپنے سر پہ باندھے ہوئے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت کی تشریف بری کا وقت ہوا۔ تو پاپوش مبارک نہیں پایا۔ مولانا خواجہ علی علیہ الرحمۃ نے پاپوش مبارک سر سے اپنے اوتار کر حاضر کر دیا۔ حضرت جب مکان تشریف لائے تو مولانا خواجہ علی سے معانقہ کر کے فرمایا کہ خواجہ علی علیہ الرحمۃ شہباز ہوا اور شہباز مولانا خواجہ علی علیہ رحمۃ فرمان کو سب

ہی نعمتیں دے دیں۔ اور اس قدر جلد حضرت نے اپنے خلیفوں میں سے کسی کو نعمت بخشی نہیں تھی۔ اور علم رمل بھی اون کو عطا فرمایا۔ چنانچہ یہ علم اون کے فرزندوں میں جاری ہے اور جو شخص علم رمل کو مولانا خواجہ علی علیہ الرحمۃ کے خاندان سے حاصل کرتا ہے بہت جلد مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے اور دعوت سیفی دیوان سید راجہ کو عطا فرمایا جو شخص ان کے فرزندوں میں سے دعوت سیفی پڑھتا ہے۔ بہت جلد اوس کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے پہلے تو اپنے بڑے صاحبزادہ ملا عبد السلام کو بلوا کر عمامہ شریف اپنا اون کے سر پر رکھا پھر اوسے چھوٹے صاحبزادہ ملا لطیف کو بلوا کر عمامہ مبارک ملا عبد السلام کے سر سے اوتار اون کے سر پر رکھا۔ پھر اون سے چھوٹے ملا تقی کو بلوا کر ملا لطیف کے سر سے اوتار کر انکے سر پر باندھا پھر سب سے چھوٹے صاحبزادہ ملا صفی کو بلایا۔ اور عمامہ ملا تقی کے سر سے اوتار کر اونکے سر پر باندھا۔ ملا صفی رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکپن کا زمانہ تھا۔ عمامہ شریف زیب سر فرمایا اور دوڑ کر کے چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا دگیرنداں شد گیرنداں شد یعنی جاؤ جاؤ بھاگ گیا بھاگ گیا۔ آپ نے چند بار متواتر ان الفاظ کو دہرایا۔ خلفا نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت اس لفظ کو بار بار ارشاد فرمانے کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان چار لڑکوں کے بعد چھوٹے لڑکے کے فرزندوں میں میری نعمت رہیگی

اور وہی میرے قائمقام ہوں گے اور انہیں سے فیوض جاری رہیں گے پھر خلفا نے عرض کیا۔ کہ حضرت کے فرزند کب تک قائم رہینگے۔ حضرت نے حالت وجد اور جوش عشق الٰہی میں آکر فرمایا تا قیامت تا قیامت تا قیامت اس قدر ان الفاظ کی آپ نے تکرار فرمائی کہ زبان مبارک سے کف نکلنے لگا۔ چنانچہ اب تک حضرت کے قائمقام ملا صفی ہی کے فرزند ہیں۔ رحمہم اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔

نقل ہے کہ حضرت علوم کی تعلیم فرما رہے تھے۔ اور ملا عبد السلام کی لڑکپن کا زمانہ تھا وہ بھی اس مجلس تعلیم میں تشریف رکھتے تھے اچانک ایک دانہ انار کا حضرت کے دست مبارک میں دیکھا گیا خلفا نے تعجب کی راہ سے پوچھا کہ یا حضرت یہ کہاں سے آیا۔ آپنے فرمایا کہ آج جمعہ کا روز تھا۔ میں مکہ کی زیارت کو گیا تھا۔ ملا عبد السلام کو بھی ساتھ لے لیا تھا۔ وہیں سے اوتار لایا ہے۔

نقل ہے کہ ایک طالب علم حضرت سے کہا کرتا تھا۔ کہ مجھے خضر علیہ السلام کو دکھلا دیجئے۔ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اور یہ فرمایا کہ فلاں شہر میں ہزار برس آبادی رہی ہے اور ہزار سال جنگل اور لق ودق میدان اور اب ہزار سال سے دریا ہے۔ اتنا فرمایا اور تشریف لے گئے۔ حضرت نے فرمایا یہی خضر تھے۔

نقل ہے کہ ایک طالب علم بعیت کے ارادہ سے حضرت کے حضور میں حاضر ہؤا۔ اسی وقت ایک شخص آکر چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہی حضرت غوث الاعظم تھے۔ یہ سنتے ہی وہ طالب علم پیچھے سے دوڑا گیا۔ اور اس نے جناب میں عرض کیا کہ میں للنا شہباز سے بعیت کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اب ارادہ حضور سے بعیت کا ہے یہ عرض میری قبول ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں اور شہباز ایک ہی ہیں۔ اتنا فرمایا اور نظروں سے غائب ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک روز ایک لڑکا مسجد میں بیٹھ کر بھنگ پی رہا تھا۔ حضرت نے مار پیٹ کر اُسے مسجد سے باہر کر دیا رات کو خواب میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی حکم ہؤا کہ اے شہباز یہ میرا لڑکا ہے اس کی تعزیر نہ کر حضرت جب بیدار ہوئے تو پھر اُسی لڑکے کو دیکھا کہ مسجد میں بھنگ پی رہا ہے حضرت نے پہلے سے زیادہ اس لڑکے کو مار پیٹ کر کے مسجد سے نکلوا دیا پھر خواب میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ وہ لڑکا اپنے سر کو جناب رسالتمآب کے زانو مبارک پر رکھ کر فریاد کر رہا ہے کہ شہباز نے پھر مجھے مار پیٹ کی ہے اور جناب کے فرمان کو بھی اپنے دل میں جگہ نہیں دیتا اور نہ اس پہ عمل کرتا ہے۔ حکم ہوا۔ اے شہباز میں نے تجھے اس فعل سے منع کیا تھا پھر اُسی کو ادا جب آپ خواب سے بیدار ہوئے اور دن چڑھا

تو پھر دیکھا کہ وہ لڑکا مسجد میں آکر بھنگ پی رہا ہے تو آپ نے
پھر پہلے سے زیادہ زدوکوب اور تعزیر کر کے مسجد سے باہر کر دیا
پھر خواب میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت ہوئی
تو پھر یہی حالت نظر آئی کہ وہ لڑکا زانوئے مبارک پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اپنا سر رکھ کر گریہ وفریاد کر رہا ہے۔ تب تو خطاب
آنجناب ہوا کہ اے شہباز میں نے تین بار تجھ سے کہا کہ یہ میرا لڑکا
ہے۔ اس سے دست بردار ہو۔ مگر تم نے کچھ بھی التفات نہ کیا تب
آپ نے ایک انگشتری اپنی دست مبارک سے نکال کر جناب
رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں رکھی اور عرض کی کہ
مجھے شریعت کی انگشتری عنایت ہوئی۔ تو جب تک شرع شریف
کی انگشتری بندہ کے ہاتھ میں رہی۔ بندہ نے حکم شرع قائم رکھا
اب ایسی حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوگی۔ تب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم بہت مہربان ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہ امتحان اور آزمائش
تھی۔ اللہ جل شانہٗ یہ شریعت کی انگشتری تم کو اور تمہارے فرزندوں
کو مبارک کرے۔

واضح ہو کہ حضرت امور شریعہ میں بڑی استقامت اور سبقت
سبقت رکھتے تھے۔ چنانچہ لفظ صراحی زبان مبارک پر صرف اس
لحاظ سے نہیں آیا کہ یہ لفظ شراب کے ظروف میں استعمال کیا
جاتا ہے۔ اور اپنی خوابگاہ کبھی چارپائی پر مقرر نہ فرمائی اور جیسے پیغمبر

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نسب شریف کی سترہ پشتوں کو بیان فرمایا ہے ویسے ہی آپ نے بھی اپنی سترہ پشتیں تھیں۔ اور اس سے زیادہ دوسرے اشخاص سے تحقیق کے مرتبہ تک پہنچگیا ہے اور جیسے امہات المومنین ازواج مطہرات رضی اللہ تعالے عنہن اجمعین۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو تھیں ویسی ہی قدم بقدم آپ کی بھی نو بیویاں تھیں۔ جن میں سے ہمیشہ چار موجود رہیں۔ اگر ان میں سے کوئی اپنی قیامگاہ جنت الفردوس بنا لیتیں تو بجائے اون کے کسی دوسرے کو شرف نکاح حاصل ہو جاتا تھا۔ اور جیسا کہ بعد وفات پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار اصحاب کبار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین خلیفے ہوئے اور خلیفہ چہارم یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نعمتیں اسرار کے چار جاری ہوئیں ویسی ہی بعد وفات حضرت کے بھی ان کا ایک شائبہ پایا گیا کیونکہ چار صاحبزادے آپ کے قائمقام ہوئے اور پیر چہارم یعنی ملا صفی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزندوں سے سلسلہ تعلیم باطنی جاری ہوئی۔ ملا صفی الدین اور ان کے فرزندوں کو اجازت چودھوں خانوادہ کی حضرت سے پہنچی ہے اور جو شخص حضرت کا قائمقام ہوتا ہے اس کو چودھوں خانوادوں کی اجازت ہوتی ہے۔ حضرت فرماتے تھے کہ شہبازی پیالہ دو مخدوم کی توجہ سے لبریز ہوا۔ ایک تو مخدوم شرف الدین بہاری دوسرے شاہ شرف الدین بو علی قلندر رحمہما اللہ تعالے

وادام فیوضہما۔
حضرت نے پانسو جلدیں کتابوں کی اپنے دست مبارک سے لکھی تھیں۔ باوجود ایسی مقدس ذات بابرکات کے اہل بھاگلپور تحصیل فیض روحانی اور کمال سے بے بہرہ رہے اور بہت ہی کبیر سنی میں حضرت کا وصال ہوا۔ مگر اب تک فیض معنوی جاری ہے۔ اور جس نے حضرت کی طرف سے سرکشی کی۔ فوراً ہلاک ہوا حضرت فرماتے تھے۔ مقدمات بھاگلپور میری ولائت میں ہے جانب پچھم نوا گھری سے لے کر پورب جانب تلیا گھری تک ہے اور اہل بھاگلپور مجھ سے نہیں ہیں
ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت عصر کی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے اور خلفاء محرم راز آپ کے حضور میں حاضر تھے اچانک چہرہ مبارک حضرت کا سرخ ہوگیا۔ اور بھرا ہوا گھڑا پانی کا حالت غضب میں آکر ہوا پر پھینک مارا۔ اس واقعہ سے خلیفوں کو نہائت ہی تعجب ہوا اور تاریخ و روز اس واقعہ کا قلمبند کر لیا۔ ایک ہفتہ کے بعد ایک پیر مرد حضرت کا مرید نہائت ہی مضبوط عقیدہ رکھنے والا حضور میں حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت بیان کی کہ فلاں تاریخ عصر کے وقت اپنی قیامگاہ کو آرہا تھا۔ ضعف و پیری سے اپنے ٹھکانے پر پہنچ نہ سکا اثناء راہ میں جب میں قریب ایک جنگل کے پہنچا تو ایک ہیبت ناک شیر نے مجھ پر حملہ کیا اور کسی طرف سے میرے بچنے کی جگہ نہ تھی قریب

تھا کہ وہ مجھ ناتوان کو اپنے پنجہ میں لائے۔ حضرت کی طفیل جناب باری میں فریاد کی کہ یا حضرت میری جان بچائیے۔ پس چشم زدن میں دیکھا کہ ایک گھڑا پانی سے بھرا غیب سے نمودار ہوا اور اس شیر کے سر پر پڑا اور وہ چیختا چلاتا گیدڑ کی طرح بھاگ گیا۔ جب خلفا نے تاریخ و روز کو اپنے نوشتہ سے مقابلہ کیا دونوں موافق ہوئے۔

نقل ہے جس کو صاحب تذکرہ شہبازی (یعنی حضرت مولانا محمد معزم علیہ الرحمۃ) نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔ جس وقت عمر اون کی قریب بارہ برسوں کے تھی۔ کہ ایک شخص نے جس کا نام الہ داد تھا موضع براری کا رہنے والا ایک روپیہ کی شیرینی بغرض نذر لایا تھا وہ شخص بیان کرتا تھا کہ میں ایک کشتی پر سوار تھا وہ مقام راج محل میں ڈوب گئی اور اس کشتی پر جتنے سوار تھے۔ سبھی غرق ہو گئے۔ اور میری پگڑی میں لوگوں نے ایک روپیہ باندھ دیا تھا۔ مینے نذر کیا تھا۔ کہ اگر اللہ تعالے نے مجھے اس بلا سے نجات بخشی تو اس روپیہ سے حضرت کی نیاز ادا کروں گا جب کشتی غرق ہو گئی۔ اور میں دریا کی موجوں میں پڑ گیا تو خدا کی قدرت نظر آئی۔ ایک شخص بزرگ۔ جن کا قد طویل رنگ صبیح اور ریش مبارک سفید تھی۔ پاؤں میں نعلین ہاتھ میں عصا لئے ہوئے میرے سامنے آئے۔ میں مستفسر نام نامی و اسم گرامی ہوا۔ ارشاد کیا میرا نام شہباز ہے تم میرے ساتھ آؤ۔ اور دست مبارک میں آپ کے شیر برنج کا ایک ظرف تھا اس سے مجھ کو مستفید کیا اور فرمایا کہ اطمینان سے رہو

تین شبانہ روز تک میں امواج دریا میں مبتلا رہا اور حضرت میرے ساتھ تھے۔ شیر برنج کھلاتے جاتے تھے۔ آخرش ایک جگہ پانی کے نیچے گھاس تھی۔ حضرت نے فرمایا اس گھاس کو پکڑ اور کشتی آتی ہے لوگ تجھے اٹھالے جائیں گے اور میں جاتا ہوں۔ جب مجھ کو گھاس کا سہارا مل گیا۔ اور حضرت میری نظروں سے غائب ہو گئے تو ایک کشتی نمودار ہوئی۔ اور اس کے آدمیوں کی مدد سے کشتی پر سوار ہوا اور اس کشتی کے آنے کی اتفاقی صورت یہ ہوئی تھی کہ کوئی دولتمند شخص ڈوب گیا تھا۔ اوس کی تلاش میں کشتیاں جارہی تھیں۔ کشتی والوں نے مجھے اوس شخص کے خیال پر اپنی کشتی پر بٹھالیا۔ چنانچہ اس کشتی کو وہ لوگ موضع براری سے لائے تھے۔ وہاں کے باشندوں نے مجھ کو پہچانا اور چارپائی پر اُٹھا کر مکان لے گئے۔ بندہ اوسی روپیہ کی شیرینی خرید کر پیر کی نذر لایا ہے۔ اس محلہ کے لوگوں نے دیکھا تھا کہ الہ داد کے بدن کو مچھلیوں نے زخمی کر دیا تھا۔ اور اس کے لبوں پر شیر برنج کی سفیدی باقی تھی۔

نقل ہے کہ ایک شخص جس کا نام کمال تھا۔ بنگالہ کی طرف سے آیا تھا۔ حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ عشق الٰہی کا میں مشتاق ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے گھر میں کس چیز کو بہت دوست رکھتے تھے۔ اس نے کہا کسی چیز کو نہیں پھر بہت غور اور تامل کے بعد کہا کہ میں ایک شخص کاشتکار ہوں ایک بھینس کو دوست رکھتا ہوں اور

اس سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ حضرت نے اُسے چلہ میں بٹھایا۔ اور چہل اسماء میں سے ایک اسم بتادیا اور فرمایا کہ بس اُسی بھینس کا تصور کرتے رہو۔ جب چلہ تمام ہوا۔ حضرت چلہ کے بعد حجرہ پر تشریف لائے اور دروازہ کے باہر سے پکارا کہ اے کمال حجرہ سے نکلو اس نے کہا کہ میں دونوں سینگوں کے سبب سے باہر نہیں ہو سکتا ہوں۔ حجرہ کا دروازہ چھوٹا ہے۔ حضرت نے جب یہ دریافت فرمایا کہ اس شخص کا تصور اس قدر کامل ہو گیا ہے کہ خود اپنے تئیں بھینس سمجھنے لگا خود حجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور اس کو باہر نکالا۔ اور فرمایا بس کمال تم کمال ہو گئے اپنے گھر کو سدھارو۔

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت کے طلباء میں سے شیخ بوعلی سینا کی تصنیف کتاب بشفا اور اشارات پڑھتا تھا۔ ایک مشکل مقام میں طالب علم سے تقریر پڑھی۔ حضرت فرماتے تھے کہ مصنف کی وہی مراد ہے جو میں لکھتا ہوں اور طالب علم کی یہ تقریر تھی کہ مصنف کی یہ مراد سمجھ میں نہیں آتی اتنے میں یک بیک ایک شخص آکر بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا خیر اسی سے پوچھ لے شاگرد نے جب اُس سے پوچھا تو اس شخص نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت کی تقریر تھی طالب علم نے اس شخص کا نام پوچھا اس نے کہا کہ میرا نام بوعلی سینا ہے اور نظروں سے پوشیدہ ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کھلگانوں ہو کر بادشاہی خزانہ جارہا تھا

ڈاکوؤں نے اوس خزانہ کو لوٹ لیا اور چلتے ہوئے کھلگانوں کے
زمیندارعلی سے شاہی بازپرس شروع ہوئی اور حکم ہوا کہ وہ سب
پکڑے جاویں وہ سب اس بازپرس سے گھبرا کر حضرت کے حضور
میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سب شاہجہاں بادشاہ کے فرمان
سے جارہے ہیں اور یہ مشہور ہے کہ ہمارے حق میں قتل کا حکم صادر
ہوگا۔ آپ نے ایک گھاس اُٹھا کر زمینداروں کو دیا اور فرمایا جب بادشاہ
کے سامنے جاؤ تو اس کو پگڑی میں لپیٹ رکھنا۔ حسب ہدائت آپ
کے زمیندار نے عمل کیا۔ بادشاہ نے اپنے قریب بلوا کر پوچھا تم کو
جادو معلوم ہے۔ کیونکہ ہم نے پہلے تمہارے قتل کا ارادہ کر لیا تھا
اور اب ہمارا دل تم پر مہربان معلوم ہوتا ہے۔ زمیندار نے کہا کہ
میں مولوی شہباز قدس سرہ کے حضور میں گیا تھا انہوں نے گھاس
اٹھا کر مجھے دے دیا تھا۔ وہی گھاس ہمارے پاس بطور تعویذ ہے
شاہجہاں نے کہا بیشک وہ درویش ہے مجھ سے بھی ملاقات
ہے۔ پھر کہا ہمارے دربار سے کسی شے کا سوال کرو۔ زمینداروں
نے عرض کیا کہ تفصیلات خداوندی سے سب ہی موجود ہے
پس اسی قدر التجا ہے کہ بیس بیگہ اراضی شاہجہان پور میں مقرر ہوکر
کھلگانوں کے پرگنہ میں داخل ہو کہ میرا نام رہے۔ چنانچہ حکم شاہی
اس التجا کے موافق صادر ہو گیا۔ جب وہ زمینداران بھاگلپور پہونچے
تو حضرت کا وصال ہو چکا تھا۔ اس نے پانسو بیگہ اراضی جو گورداوس

کے نام سے مشہور ہے ہدیہ کیا۔ چنانچہ وہ اب تک طلبا کے مصرف میں ہے۔

نقل ہے کہ حضرت نے کسی شیخ کی لڑکی سے جس کا مکان بھاگلپور سے تین کوس پر تھا اپنے نکاح کا پیام بھیجا۔ اُسی وقت شیخوں کا زمانہ عروج پر تھا۔ اوی و وقت کے سبب سے نہائت شان و شوکت رکھتے تھے آپ کو فقیر اور بعید الوطن جان کر پیام قبول نہیں کیا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ آپ کی شان مبارک میں زبان درازی کی اور آپکی توہین شروع کر دی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ نے بگین کے درختوں کو جن کو خود شوق سے لگا کر سرسبز اور آراستہ کیا تھا اکھاڑ دیا۔ خلفا نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ جنے ان شاخوں کی جڑ اُکھاڑ ڈالی پھر تو ولی اللہ کا غضب قہر خدا ہوا تھوڑے ہی زمانہ میں وہ جماعت ہلاک ہوئی۔ خدا کی پناہ۔

نقل ہے کہ مسمی گوجر خاں افغان حضرت کے پڑوس میں رہتا تھا اور طلبا کو عین حاجت ضروری کے وقت ڈھیلے بازی سے برابر تکلیف دیا کرتا تھا۔ آپ نے اس ماجرا پر مطلع ہو کر فرمایا گوجر او جڑ ہو جائیگا آتنا حضرت کی زبان سے نکلنا تھا کہ وہ افغان خانہ خراب اور ویران ہو گیا

نقل ہے کہ سید نظام الدین صدر رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے مرید اور حضرت سید قیس رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے جس وقت حضرت

آپ کو تعلیم فرماتے تھے تو بپاس ادب نام لیکر نہیں کہتے کہ اے نظام الدین پڑھو۔ شہباز کہکر خطاب فرماتے تھے اور اون کو حیدر کا خطاب حضرت ہی نے دیا تھا کیونکہ وہ بڑے قوی تھے حضرت کی وفات کے بعد شہزادہ شجاع کسی قصور کے سبب سے شاہی عتاب میں پڑ گیا تھا۔ اور جہانگیر نگر سے شاہجہاں آباد کو جا رہا تھا جب بھاگلپور پہنچا ہزار روپیہ ملا عبدالسلام سجادہ نشین خانقاہ شاہبازی کو مسجد کی طیاری کیلئے دیا اور سید نظام الدین کو اپنے ساتھ لیکر شاہجہان آباد گیا شہزادہ کی ملازمت شاہجہاں کے عفو جرم پر موقوف تھی۔ ایک شب سید موصوف نے حضرت کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں صبح کو شاہی آدمی شاہزادہ کو بلانے آوے گا اور شہزادہ کو مقصد بھی فائز المرام ہوگا۔ اوسی وقت سید موصوف نے خواب سے بیدار ہوکر شاہزادہ کو خبر کی کہ مینے ایسا خواب دیکھا ہے اور پھر اس قسم کا خواب غلط نہیں ہوتا جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنا غلط نہیں ہوتا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے مَنْ رَآنِی فِی المنام فقد رانی فان الشیطن لا یتمثل یعنی جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے ٹھیک مجھی کو دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ جب صبح ہوئی بادشاہ کا آدمی آیا اور شہزادہ کو بادشاہ کے حضور میں لے گیا۔ سید موصوف ہی شہزادہ کے ہمراہ تھے بادشاہ نے شہزادہ کا قصور معاف فرما کر خلعت بخشنے کا حکم فرمایا۔ شہزادہ نے سید موصوف سے اس کا وعدہ کیا تھا کہ جب قصور کی معافی اور خلعت بخشی ہوگی تو میں

موضع پوربنی کو تمہارے ملک میں دوں گا۔ چنانچہ شہزادہ نے شاہجہان سے عرض کیا کہ موضع پوربنی جو علاقہ بھاگلپور میں ہے سید موصوف کی ملکیت میں دیا جائے۔ حکم شاہی اس درخواست پر شہزادہ کی التجا کے موافق نافذ ہوا۔ فقط

حضرت مولانا شاہ شہباز قلندری قدس سرہٗ کی پیدائش اور وصال کی تاریخ بالتفصیل مندرج ذیل ہے تاریخ پیدائش ۹۵۶ھ صلعم جلوس ہمایوں بادشاہ شہر بھاگلپور تیس برس کی عمر میں رونق افروز ہوئے یعنی ۹۸۶ھ میں تاریخ وصال ۱۰ صفر ۱۰۵۰ھ روز پنجشنبہ جلوس شاہجہان بادشاہ تعداد عمر ۹۵ سال

نسب نامہ حضرت مولانا شہباز قلندری قدس سرہٗ العزیز

۱۔ حضرت علی علیہ السلام
۲۔ حضرت امام حسین علیہ السلام
۳۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
۴۔ حضرت امام باقر علیہ السلام
۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
۶۔ حضرت علی علیہ الرحمۃ
۷۔ حضرت احمد علیہ الرحمۃ
۸۔ سید کمال اللہ کرمانی علیہ الرحمۃ
۹۔ سید عبداللہ علیہ الرحمۃ

۱۰- ملا سید ابراہیم
۱۱- سیّد لطیف
۱۲- سیّد جلال
۱۳- سید خدا بخش
۱۴- سید احمد لاہوری
۱۵- سید مسعود
۱۶- سید محمود
۱۷- سید محمد
۱۸- یعقوب
۱۹- سید سعدی
۲۰- سید اسحق
۲۱- سید اسمٰعیل
۲۲- سید علی اکبر
۲۳- علی اصغر
۲۴- حاجی خیرالدین
۲۵- سید محمد خطاب
۲۶- حضرت مولانا شہباز علیہ الرحمۃ

تمام شد

عبدالواحد کاتب

طبی سلسلہ

مشاہیر اسلام کے متبرک سلسلہ نے بوجہ کمی قیمت و دلچسپی مضامین جس قدر بے اندازہ عرف قبولیت حاصل کیا اس سے متاثر ہو کر یہ دلچسپ طبی سلسلہ اسی طرز پر شروع کیا۔ جس میں نہائت تحقیق سے امراض کی حقیقت اسباب اور دیسی یونانی انگریزی علاج درج کئے ہیں۔ فی الحال حسب ذیل نمبر تیار ہیں۔

الجریان جریان کی مفصل تشریح اور علاج میں صرف وہی نسخے درج کئے ہیں۔ جو ہر ایک شخص آسانی سے تیار کر لے اور جو اپنے مجرب اور آزمودہ ہیں۔ اصل قیمت ۳/ رعائتی ۱/

مردانہ بیماریاں ضعف باہ۔ جریان۔ آتشک سوزاک۔ جلق نامردی وغیرہ تمام مردانہ بیماریوں کی مفصل تشریح اور علاج نہائت بیش قیمت اور قابل دید کتاب ہے۔

قیمت اصل ۱۰/ رعائتی ۴/

المشتہر
مینجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

بہادران اسلام

خالد بن ولید حضرت خالد بن ولید پہلے اسلامی سپہ سالار ہیں جن کی فتوحات پر اسلام اور مسلمانوں کو ناز ہے جنہوں نے اپنی بے نظیر شجاعت سے سلاطین مصر روم اور فرمانروایان ایران و شام کو مطیع فرمان کر لیا آپکے حالات ہر ایک مسلمان کو پڑھنے ضروری ہیں اصل قیمت ۱۰ ر رعائتی ۳ ر

سلطان صلاح الدین حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی وہ مشہور شہنشاہ ہوا ہے جس نے صلیبی لڑائیوں میں کل یورپ کی متفقہ فوجوں کو شکست فاش دیکر یورپ میں کل اسلامی جھنڈا گاڑ اور اپنے اوپر شہنشاہی آرام حرام کر کے اسلام کا بول بالا کر دیا آپکے حالات زندگی بھی ہر ایک سچے مسلمان کو ضرور پڑھنے چاہئیں اصل قیمت ۱۰ ر رعائتی ۳ ر

غازی عثمان پاشا شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے حالات زندگی جنہوں نے گذشتہ جنگ روم روس میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔

قیمت اصل ۸ ر رعائتی ۲ ر

حضرت عمر بن عبد العزیز بنی امیہ میں سب سے اچھے جوانمرد صالح اور متدین خلیفہ تھے آپ کے حالات زندگی آپ کی مطالعہ ہر ایک نیک مسلمان کو ضرور کرنی چاہیئے۔ قیمت اصل ۹ ر رعائتی ۳ ر

المشتہر

منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

حیات حضرت مولوی سید احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ ان چند پاکباز اور فدائے اسلام مقدس لوگوں سے ہیں جنہوں نے اسلام کو اپنی شجاعت اور بہادری ہمت اور جوانمردی سے کفار کے ظلم و تعدی سے بچایا۔ آپ تیرھویں صدی کے ایک نہایت برگزیدہ بزرگ اور کامل ولی ہو ہیں۔ پشاور اور ہزارہ میں آپ نے جس طرح مسلمانوں کو ظالم سکھوں کے پنجہ سے چھڑایا اس کے حسرت ناک واقعات پڑھ کر دل بے اختیار ہو جاتا ہے۔ ہندوستان افغانستان اور عرب شریف میں آپ کے ہزارہا خلیفہ اور مرید موجود تھے۔ آپکی لڑائیوں کے حالات اور آپ کی کرامات اور مکتوبات اس کتاب میں درج ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے اور انسان چاہتا ہے کہ خدا داد ان کے ساتھ رہ کر خدا تک پہنچ جاوے یہ کتاب ہر ایک مسلمان کی ممبر اور لائبریری کی زینت ہونی چاہیئے۔ حضرت شاہ صاحب کے دست مبارک پر پچاس ہزار کفار جن میں ہندو انگریز اور دیگر مذاہب کے لوگ شامل ہیں مسلمان ہوئے۔ حجم ڈہائی سو صفحہ سے زیادہ ہے۔ ڈبل کاغذ پر نہایت خوشخط دوبارہ طبع ہوئی ہے پہلا ایڈیشن معمولی کاغذ پر تین ہزار طبع ہوا تھا جو فوراً نکل گیا۔

قیمت علاوہ خرچ ڈاک ([illegible])

منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مولنا محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی مشہور زمانہ اور مقبول عام تصنیفات

ابوبکر شبلی سلسلہ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب حضرت شیخ شبلی کے حالات آپکا جوش و حدت اور آپکا جذب و خروش قیمت (۱عہ/)

تاریخ سندھ نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانہ تک مستند طریقوں سے فارسی و انگریزی مورخین کی تغلیط اور اس کا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا دو جلدیں جلد اول عہ جلد دوم عہ

حروب صلیبیہ صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت کیلئے مسلمانوں اور عیسائیوں میں رہیں منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جس میں مستند عربی تاریخوں سے مدد لے کے نوٹس اضافہ کئے گئے ہیں۔ قیمت (عا/)

تاریخی ناول

زوال بغداد سب سے نیا تاریخی ناول جس میں سنیوں اور شیعوں کی نااتفاقی کا عبرتناک نتیجہ بغداد کے مسلمانوں عیاروں اور وہاں کے شرمناک ہنگاموں اور اس کے خون رلانے والے انجام کی تصویریں دکھا کے حسن و عشق کے ایک پر لطف واقعہ کی سلسلہ میں ظاہر کیا گیا ہے قیمت عہ

قیس و لبنیٰ (لائبریری ایڈیشن نمبر۲) عہد صحابہ کا ایک سچا واقعہ عاشقانہ قصہ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اسکی معشوقہ لبنیٰ کے حالات یہی سوانحعمری اور یہی ناول دو لگداز پریس (عہ)

المشتہر

مینیجر صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

یوسف و نجمہ کا بیٰ جگ بیتی نہیں آپ بیتی کہا و ترجمہ کہانی میری اور ناولٹ زبانی میری اس کے چند نا تمام اوراق ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے اب تکمیل کے بعد اس میں جو لطف پیدا ہو گیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول قیمت (عہ)

فتح اندلس اسپین پر عربوں کا حملہ ظالم فرمانروائے اسپین کی بے اعتدالیاں اور مسلمانوں کا سچا دینی جوش زور بیان نے سچے واقعات میں جان ڈالدی ہے۔ قیمت (۸ر)

شوقین ملکہ پہلی اور دوسری صلیبی لڑائیوں کے حالات ایلی زبتھ ملکہ فرانس کی عشقبازیاں مردوں کے پہلو میں زنانہ کیمپ رزم کے ساتھ بزم مجاہدین صلیب کی بیغیرتی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیوں کی جانستانی دلبری و سحر آفرینی نہایت مزے کا ناول قیمت عہ

فلپانا ارض طرابلس الغرب پر صحابہ کا حملہ حضرت عثمان غنی کا دور صحابہ کی پاکبازی و نیک نفسی سچی شجاعت اور سچا ایثار نفس شاہزادی فلپانا اور عبداللہ بن زبیر جس ملک کے لئے انکی فی الحال جان دیئے دیتی ہے۔ اسپر تصنیف اسلام کی تاریخ دلچسپ لائبریری کا پہلا ایڈیشن قیمت عہ

فردوس بریں نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ باطنیہ حشیشین اور ان کے سوکن فدائی جیسے جی ملاء اعلےٰ کا سفر اور جنت کی سیر اشاعت درجہ کا ظاہری ظلم آلہی اور اس کا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے اس اردو ناول کا جواب کسی دوسری زبان میں بھی نہیں مل سکتا۔ قیمت (عہ)

مقدس نازنین ایک برٹش لڑکی کا مردانے بھیس میں نقشہ لئے ویرم بن کے رہنا اور آخر کو روم یعنی حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا مسند پاپائی پر وضع حمل عیسائیوں میں شورش اور مسلمانوں کی مدد سے اس کی جانبری عہ

المشتہر شیخ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مفید عالم کتابیں

فارسی بولچال زمانہ حال کی فارسی زبان سیکھنے اور بولنے کا طریقہ بہت سی جدید لغات اور محاورات کے ذریعہ سے بتایا گیا ہے جو فارسی آجکل ایران میں بولی جاتی ہے اس میں ترکی و رومی و فرانسیسی اور اجنبی زبانوں کے الفاظ اور غیر زبانوں میں محاورات ہیں ایسے قریباً پونے دو ہزار الفاظ کئی ہزار محاورات و فقرات کے بالمقابل اردو معانی درج ہیں اس سے بہتر کتاب فارسی میں نہیں لکھی گئی قیمت ۸ عہ

عربی بول چال جس میں ہندیوں کو زمانہ حال کی عربی زبان سیکھنے اور اردو بولنے کا طریق بتایا گیا ہے ابتدا میں دو ہزار الفاظ عربی معہ معانی اردو ہر قسم کی گفتگو کے لئے ۴ ہزار فقرات اور محاورات آجکل کے مصر کے اور شام کے اور عرب کے روزمرہ کے معہ اردو ترجمہ انیز میں پرائیویٹ اور دفاتر کی خط و کتابت اور رقعات کے نمونے درج ہیں عربی زبان سیکھنے کے لئے اس سے بہتر کتاب اردو میں نہیں ہے۔ قیمت ۱۲ ار

انگریزی بولچال کل کتاب کے ۱۲۰ صفحہ ہیں جن میں ۳۱۲ سے فقرے اور محاورات معہ مقابل ترجمہ اردو کے درج ہیں۔ ہر قسم کا طریقہ گفتگو قیمت ۸ ر

اردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الواعظین یہ کتاب سراپا برکت اور رحمت مولانا مولوی محمد جعفر القریشی حنفی المذہب کی تصنیف سے عربی زبان میں تھی اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر عام شائقین کے لئے عموماً اور واعظین کے لئے خصوصاً کرایا گیا ہے اور ہر مسلمان کے پاس اس کا ایک ایک نسخہ ہونا ضروری ہے قیمت ۱۲ عہ

المشتہر

مینیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

کثرت پیشاب کو حکمائے یونان مجی یا بطیس اور ڈاکٹر ڈایابیٹیز کہتے ہیں

ذیابطیس

جن لوگوں کو بار بار پیشاب آتا ہے اکثر تو اس میں شکر کے اجزا پائے جاتے ہیں ایسے بیماروں کو تشنگی زیادہ ستاتی ہے پیشاب پر کیڑے جمع ہو جاتے ہیں۔ قوت باہ گھٹ جاتی ہے نیند خراب اعضا شکنی پائی کو دل ترستا ہے اعصاب اور دل کمزور رہنے سے نیند خراب اور منہ کا ذائقہ بدمزہ اور ہاتھ پاؤں میں یبوست کا غلبہ آنکھیں کمزور رقت کی کوئی حد نہیں رہتی جسم دبلا ہو کر دن بدن سوکھتا چلا جاتا ہے جس سے زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے جن لوگوں کو پیشاب کی زیادتی شروع ہو وہ فی الفور علاج نہ کریں تو ان کو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ مرض جب جڑ پکڑ جائے تو پھر لاعلاج ہو جاتا ہے اسی واسطے مریض ذیابطیس والا چونکہ زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتا اسلئے بیمہ کمپنیاں اس کا بیمہ نہیں کرتی یہ گولیاں مرض کو دور کرنے کے علاوہ قوت زائل شدہ بحال کر دیتی ہیں۔ کثرت پیشاب رک جانے سے آدمی مرد بنجاتا ہے اور تمام تکلیفیں دور ہو کر پیشاب سے شکر کم ہو جاتی ہے۔

ذیابطیس میں وہ لوگ زیادہ مبتلا ہونیکے قابل ہوتے ہیں

جو لوگ لحیم شحیم فربہ خواہ مرد آدمی اور میانہ قد مرغی پلاؤ اڑانے والے بستر پر بیٹھ کر عیاشی کرنے والے اس مہلک مرض ذیابطیس سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ان گولیوں کا چند روز استعمال کرو بیسیوں مریض صحت یافتہ جن کو دن اور رات میں دس پندرہ دفعہ پیشاب آتا تھا موجود ہیں جو ان گولیوں کے استعمال سے تندرست ہو چکے ہیں قیمت فی بکس دو روپے

المشتہر

مینیجر کارخانہ انجیا پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

امیروں کیواسطے خاص اور چیدہ تحفے

سرمہ ممیرا	اصلی ممیرا سرمہ کا ضعف بصارت تاریکئے چشم دھند جالا پڑوال۔ غبار پھولا سرخی پانی بہنا خارش چشم وغیرہ کیواسطے بفضل خدا نشر طیہ وحکمیہ مفید ہے سٹوڈنٹوں اور قانون پیشہ اصحاب کے لئے یہ سرمہ ایک عجیب تحفہ ہے جو صاحب اس کو اپنا معمول بناویں گے انشاء اللہ عمر بھر کبھی آنکھیں خراب نہونگی جوانی کی عمر میں جو لوگ اسکا استعمال کرتے رہینگے وہ بوقت پیری اپنی آنکھوں کو جوانی سے بہتر پاویں گے قیمت فیتولہ سیاہ عا/ فی تولہ سفید ؏
معجون کاملی	یہ مقوی اور مسہی منی کی خرابیوں کو پاک کرتی ہے حرارت غریزی کو بڑھاتی ہے اور عام مرطوب بیماریوں کو دور کرتی ہے اور عقل بے انتہا پیدا ہوتی ہے اگر اس معجون کی مداومت کریں غذا بھی نفیس کھائیں تو ہر شب پانچ عورتوں کو خوش کر سکتے ہیں قیمت فی ڈبیہ ۵ تولے (ستے) یہ نایاب تحفہ صرف امیروں کیواسطے ہے۔
طلا سستی	عضو تناسل کو سخت اور قوی اور دراز کرتا ہے تقویت باہ کیلئے نہایت مجرب ہے پٹھوں کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے عضو میں التہادگی اور خواہش ظاہر کرتا ہے ہزارہا بار کا مجرب ہے اسکی کیفیت لگانے پر ظاہر ہو گی بڑی خوبی یہ ہے بلا مضرت ہے۔ قیمت فی شیشی جو ایک آدمی کیلئے کافی ہے قیمت (صہ/)
سفوف جریان	جریان کی بے مثل اور بے نظیر اعلیٰ دوائی ہے خواہ کئی سال کا پرانا جریان ہو اسکے استعمال سے بالکل آرام آجاتا ہے ہمارے خیال میں ویدک یونانی اور انگریزی ادویات میں کوئی دوائی ایسی مفید اور سریع الاثر نہیں قیمت (سے/)

المشتہر منیجر کارخانہ آبجیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

کارخانہ آبحیات کی دوبات کی نسبت

چند معزز انگریزوں کے سارٹیفکیٹ

مسٹر سی الیف سٹرک لینڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گجرات ملک پنجاب لکھتے ہیں کہ
دوائیں مشہور ہیں جو دور تک جاتی ہیں سکا حصنا فنا ثابت ہے بیماری سے کہا ہوا ہے جسکی نظیر مشکل سے ملتی ہے
ڈاکٹر جے لے ہیڈ مکس صاحب بہادر ایل ار سی پی اینڈ ایس سول سرجن ضلع لوائی ملک برہما
آپ کا آبحیات نہایت مفید والا ہے پچھلے دو ہفتوں میں میں آپ سے چھ بیس روپے کی دوائی
منگا چکا ہوں۔ آئندہ بلا مہربانی درخواست کے ہر ماہ تین شیشیاں بھیجا کریں۔

ڈبلیو این الڈلم صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گجرات مجھ کو درد اعضا
میں آپکی دوائی سے صحت ہوگئی۔

لے جی فشر سالیس صاحب بہادر اگزکٹو انجنیر ضلع ویلور مدراس میں بڑی خوشی سے اس
امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی دوائی آبحیات بہت سے مرضوں میں مفید ثابت ہوئی۔

لے آر اینڈرسن صاحب بہادر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس برہما آپ کی دوائی ہر طرح
کے درد کے لئے اکسیر ہے تین شیشیاں اور بھیجدیں۔

ایچ اے گروڈی صاحب بہادر بہاست دربھنگہ آبحیات وجع المفاصل کے لئے نہایت
مفید دوا ہے تین شیشیاں اور بھیجدیں۔

جی سی جانس صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ورکشاپ اسسٹنٹ انجنیر ٹولونڈر ما حالہ
مدراس پچھلے سال میں نے آپکی دوائی منگوائی تھی اور اس کو ملیریا بخار یا اور بعض دیگر امراض پر استعمال
کیا تھا میں بہت خوش ہوا جبکہ اسکے استعمال سے سب مریض صحت یاب ہوگئے۔

مطبوعات صوفی

مضامین خواجہ حسن نظامی گروہ مشائخ صوفیہ میں سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب آلہی کی مثل اور کوئی شخص ایسا نہیں مانا یا جاتا جس کو اپنے خاندانی فیوض کا بھی پورا حصہ ملا ہوا ہے اور نئے زمانہ کی واقفیت و شناسائی میں بھی اچھی دستگاہ رکھتا ہو علے الخصوص انشاپردازی میں تو حضرت خواجہ صاحب ملک کے مشہور چوٹی کے مضمون نگاروں میں شمار ہوتے ہیں بلکہ آپکے طرز تحریر اور حسن بیان کی برابری کرنیوالا ہندوستان بھر میں کوئی نہیں اس مجموعہ میں وہ دردناک مضامین ہیں جن کا سارے ہندوستان میں غلغلہ ہو چکا ہے ان میں مضامین با تصوف کو نہائت دلکش پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ دیاسلائی۔ مٹی کے تیل لمپ الو مچھر وغیرہ رکیک مضامین میں وہ حقائق و معارف نکالے ہیں کہ پڑھنے والا سرشار ہو جاتا ہے مولوی مقبول احمد صاحب نظامی سیوہاروی نے اس پر ایک نہائت دلچسپ اور عالمانہ دیباچہ لکھا ہے۔

قیمت عمہ علاوہ محصولڈاک صوفی کیواسطے پانچ خریدار دینے والے کو مفت

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی جن کو مولوی مقبول احمد صاحب سیوہاروی نے مرتب کیا ہے۔

قیمت صرف ۵/ علاوہ محصولڈاک صوفی کیواسطے ایک خریدار دینے والے کو مفت

المشتہر

منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

آوان ہیر آئیل یعنی بالوں کے لگانیکا خوشبودار تیل

جس قدر خوشبودار تیل ہندوستان میں مروج ہیں وہ علی العموم سفید تلوں سے مختلف ذرائع سے خوشبودار بنائے جاتے ہیں۔ جاہل تیل ساز عموماً ترکیب کیمیائی خواص الادویہ سے چونکہ لاعلم ہوتے ہیں ان کو بالوں کی شناخت دماغ کی تشریح دواؤں کے فعال و خواص معلوم نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بیچارے سنے سنائے لکیر کے فقیر ہوتے ہیں اور ان کا دارو مدار خوشبو تیل میں بسا کر تیل کو فروخت کرنا ہے بس اگر وہ جانتے کہ تل کا تیل دماغ کو خشک اور جلد اور اعصاب کو خراب کرتا ہے تو آج یہ اندھیر نہ ہوتا کہ جس کو دیکھو بیوقت بال سفید ڈاڑھی مونچھ بے معنی اور ادنی ادنی باتوں سے نزلہ وزکام میں مبتلا دانت خراب اور چہرہ پژمردہ اور اس پر جھائیاں وغیرہ موجود ہیں۔ طبی اصول کے مطابق بالوں کی اصلیت وروئیدگی و طریقہ پرورش و بالوں کے قیام وغیرہ تمامی حالات پر غور کر کے اور مندرجہ بالا قباحتوں اور موجودہ تیلوں کے اجزا مروجہ تمام نقصانات کو مد نظر رکھ کر ایک خوشبودار تیل ۲۳ برس سے ایجاد کیا ہوا ہے جو سر پر لگانے سے بالوں کو طاقت دیتا ہے اور اعصاب و عروق کو مضبوط کرتا ہے درد سر دوران سر کا چکرانا یبوست دور ہونے سے بالوں کا گرنا اور بد خوابی دور ہو جاتی ہے۔ بالوں کی جڑیں خوب تر رہتی ہیں بال خوب لمبے و تر رہتے ہیں سر کی گرمی بند رہنے سے آنکھیں ٹھنڈی تیز اور دماغ کو طاقت رہتی ہے مسامات میں اس کے اثر سے وہ رطوبت جلد تبدیل نہیں ہوتی۔ جس کی تبدیلی سے بال سفید ہو جایا کرتے ہیں قیمت فی شیشی (عہ) علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

منیجر کارخانہ آبحیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَاب

سِلسلہ مشاہیرِ اسلام و صوفیۂ کرام نمبر ۱۳

مجدّد الفِ ثانی

یعنی

حضرت امام ربّانی مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے حالاتِ زندگی

مرتبہ کارپردازان کارخانہ صُوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات

بارِ سوم

باہتمام حافظ مظفر الدین

در مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور طبع گردید

قیمت ۲ ر تعداد جلد ۱۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام ربانی مجدد الف ثانی

یعنی مختصر حال امام الاولیاء حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد کی پیدائش

سرہند میں حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد فاروقی اللہ کے ایک مقبول بندے تھے آپ کی چوتھی اولاد میں وہ ذات پاک عالم وجود میں آئی۔ جو اسماً تو شیخ احمد فاروقی تھے اور لقباً محبوب سبحانی اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے دنیا میں مشہور ہوئی اور جس نے اپنے سلسلہ اور اپنے حلقہ بگوشوں کو وہ وسعت دی کہ آج ہزاروں اور لاکھوں آدمی نقشبندی اور مجددی کہلانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کو ۹۷۰ سال گذر چکے تھے اور اکہتر واں شروع تھا کہ شوال کی چودھویں تاریخ کو جمعہ کے دن آدھی رات کے وقت حضرت پردہ عدم سے عالم ظہور میں آئے۔

ایام طفولیت اور شاہ کمال کیتھلی

حضرت شاہ صاحب کو حضرت مجدد کے والد حضرت مخدوم سے کمال محبت تھی۔ اور اکثر ان کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ جب ایک دفعہ شاہ صاحب سرہند تشریف لائے تو حضرت مجدد اس زمانہ میں ابھی بالکل بچہ تھے۔ شاہ صاحب نے آپ کو گود میں لیا یہ عنایت و شفقت دیکھ کر حضرت مخدوم نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ اس بچہ کے حق میں دعا فرمائیں شاہ صاحب نے اپنی ایک انگلی آپ کے منہ میں ڈال دی جس کو آپ خوب چوستے رہے۔ حضرت نے فرمایا بس بابا بس کچھ ہماری اولاد کے لئے بھی رہنے دو۔ جب حضرت شاہ صاحب کیتھلی کی وفات ہوئی ہے۔ تو حضرت مجدد کی عمر سات آٹھ سال کی تھی۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے چھوٹی ہی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اپنے والد حضرت مخدوم صاحب کی توجہ سے وہ لیاقت و قابلیت پیدا کر لی کہ بڑے بڑے دقیق مسائل کو آسانی سے حل کر لیتے ان دنوں مولانا کمال کشمیری علیہ الرحمۃ کے علم و کمال کا ہندوستان میں بڑا چرچا تھا۔ اور سیالکوٹ میں جہاں مولانا کا مسکن تھا اطراف و اکناف سے لوگ جوق جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے حضرت مخدوم صاحب نے بھی مناسب سمجھا کہ ایسے عالم باعمل کی فیض صحبت سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مجدد کو مولانا کی خدمت میں بمقام سیالکوٹ روانہ کیا۔ مولانا جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ انہوں نے حضرت مجدد کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ وہیں حضرت شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جو فن حدیث میں فرد تھے۔ انہوں نے بھی حضرت مجدد کو بہت سی کتابیں پڑھائیں اور خصوصاً فن حدیث میں

طاق کر دیا۔

درس و تدریس کا سلسلہ

سند احادیث حاصل کرنے کے بعد حضرت مجدد نے علوم معقول و منقول اور فروع واصول میں وہ نام پیدا کیا۔ کہ سترہ برس کی عمر ہی میں آپ سرآمد علمائے روزگار ہوگئے مولانا کمال اور شیخ یعقوب کی اجازت سے آپ نے درس و تدریس کا شغل جاری کیا۔ اور جس طرح آپ نے علم کی اس نعمت کو حاصل کیا تھا۔ اسی شوق اور اسی خواہش سے آپ بھی لوگوں کو اپنے فیض و برکات سے مستفیض کرنے لگے۔

ابوالفضل اور فیضی سے ملاقاتیں

عمر چھوٹی تھی لیکن شیخ سعدی کئی سو سال پہلے کہہ گئے ہیں کہ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ اس لئے علم و ورع کا شہرہ سیالکوٹ سے براہ راست آگرہ پہنچا جو ان دنوں اکبر آباد کہلاتا تھا۔ اور جس کو اکبر کی عالمگیر سلطنت کا دارالخلافہ ہونے کی عزت حاصل تھی وہاں بوجہ دارالحکومت ہونے کے علما و فضلاء کی بڑی کثرت تھی آپ بھی وہاں گئے چند ہی دنوں میں لوگ اس کثرت سے آپ کے پاس آنے شروع ہوگئے کہ درس تدریس کے سوا اور کوئی شغل ہی نہ رہا۔

فیضی اور ابوالفضل یہ دونوں بھائی مردم شناس اور صاحب فضل و کمال تھے اور دربار ان سے خم کھاتا تھا۔ انہوں نے اپنے مکان پر بلوا بھیجا۔ لیکن حضرت نے کہلا بھیجا کہ صاحب غرض کو خود چل کے آنا چاہیئے اور خود آئے اور اپنے مکان پر اعزاز سے لے گئے اور تین دن تک شاہانہ دعوتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد جب ربط ضبط ہوگیا تو آپ بھی کبھی کبھی ان کے مکان پر چلے جایا کرتے تھے۔

ایک [illegible] مشہور بے نقط تفسیر لکھ رہا تھا اتفاقاً [illegible]
فیضی نے کہا آپ عین موقع پر تشریف لائے یہاں میں ایک مضمون کو باوجود بسیار غور و فکر کے بے نقط لکھنے سے عاجز ہوں۔ آپ کو ہر چند بے نقط لکھنے کی مہارت نہ تھی لیکن آپ نے اس فصاحت و بلاغت سے قلم برداشتہ فیضی کے مضمون کو بے نقط عبارت میں لکھا کہ فیضی کی خوشی اور حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی کہتے ہیں کہ تفسیر بے نقط میں فیضی نے حضرت مجددؒ سے امداد لی تھی۔

ایک رئیس زادی سے آپ کی شادی

حضرت مخدوم اپنے بیٹے شیخ احمد (حضرت مجددؒ) سے ملنے کے لئے آگرہ آئے تھے اور ان کو ساتھ لے کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ تھانیسر ایک مشہور مقام ہے جب تھانیسر پہنچے تو وہاں کے رئیس شیخ سلطان نے اپنے ایک خواب کے مطابق آپ کے والد حضرت مخدوم سے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی لڑکی کو آپ کے صاحبزادہ شیخ احمد کی غلامی میں دیدوں۔ حضرت مخدوم نے منظور فرمایا۔ اور وہیں شادی بھی ہو گئی۔ لکھا ہے کہ اس رئیس نے حضرت کو اس قدر مالا مال کیا کہ دنیاوی لحاظ سے ان کو کسی کی احتیاج نہ رہی۔ غرض چند دن کے قیام کے بعد آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ اپنے وطن سرہند میں واپس آ گئے۔

آپ کے والد بزرگوار کی وفات

آپ کو زیارت بیت اللہ شریف کا بہت شوق تھا لیکن اپنے والد حضرت مخدوم کی ضعیفی کبر سنی کی وجہ سے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکتے تھے جب حضرت مخدوم نے آپ کو ہر طرح خرقہ خلافت کے قابل پایا تو ایک عام مجمع کے سامنے آپ کو اپنا جانشین

مقرر کیا۔ اور خلافت کا خرقہ بھی عطا فرمایا حضرت مخدوم اس کام سے فارغ ہونے کے بعد بیمار ہو گئے اور ۱۰۰۷ھ ہجری میں جبکہ حضرت مجدد کی عمر ۳۷ سال کی تھی آپ رہگرائے عالم بقا ہوئے ۔

حضرت خواجہ باقی باللہ سے ملاقات

حضرت مخدوم کے انتقال کے بعد بظاہر کوئی ایسی بات نہ تھی جو حضرت مجدد کو ارادہ تکمیل حج میں رکاوٹ ڈالتی۔ اس لئے آپ ۱۰۰۸ھ ہجری میں سرہند سے بعزم زیارت حرمین الشریفین روانہ ہوئے جب دہلی پہنچے تو محب قدیم مولوی حسن کشمیری کے ہاں قیام فرمایا حضرت مجدد کو چونکہ ابتداء میں حضرات کشامرہ یعنی مولانا کمال اور شیخ یعقوب سے فیض ظاہری باطنی حاصل ہوا تھا اس لئے وہ عام کشمیریوں اور بالخصوص کو اہم شرب اہل خطہ کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے۔ چنانچہ اسی خیال سے کئی دن مولانا حسن کشمیری کے مہمان رہے۔ مولانا حسن ایک قابل قدر بزرگ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے مخلصان صمیم میں سے تھے۔ انہوں نے ایک دن حضرت خواجہ کا تذکرہ کیا اور ان کے فضائل بیان کئے۔ حضرت مجدد ایسے صاحب فضل بزرگوں کے عاشق تھے۔ مولوی حسن کے ساتھ ان کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کیا ارادہ ہے آپ نے عرض کیا کہ زیارت کعبہ کے شوق میں بیتاب ہوں۔ فرمایا مبارک ارادہ ہے۔ لیکن چند دن اگر اور فقرا کی صحبت میں رہ جاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں آپ نے ایک ہفتہ کے لئے قیام کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن دو تین مہینے گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں وہ رموز اور نکات آپ پر ظاہر ہوئے کہ زبان قلم تحریر سے قاصر ہے۔ چنانچہ خود حضرت خواجہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ شیخ احمد نام مردے است از سرہند کثیر العلم و قوی العمل روزے چند فقیر با او نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمودہ بہ

ماند کہ چراغے شود کہ عالم ازو روشن گردد +

سرہند میں واپسی

حضرت خواجہ مولوی حسن کشمیری کے بہت شکر گذار تھے۔ کہ وہ ایسے کثیر الفضیلت شخص کو میرے پاس لائے اور حضرت مجددؒ بھی مولوی حسن کے احسان مند تھے کہ وہ ایسے بزرگ اور اکمل ترین ولی اللہ کی خدمت وصحبت میں مجھے لے گئے جس کی تربیت وہدائیت نے مجھے بھی طالب صادق بنا دیا ہے۔ غرض جب دہلی سے وطن کو واپس روانہ ہوئے تو حضرت خواجہ نے علاوہ طلعت وغیرہ کے ایک جماعت طالبان صادق کی آپ کے ہمراہ کردی۔ لیکن جب آپ وطن میں رونق افروز ہو گئے۔ تو آپ نے اس جماعت کو واپس روانہ کردیا اور خود خلوت گزینی اختیار کرلی +

دہلی کا دوسرا سفر

ایک عرصہ تک اہل سرہند اور گرد ونواح کے پیاسے آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب وشاداب ہوتے رہے۔ آخر آپ کو پھر مرشد کامل یعنی حضرت خواجہ کی ملاقات کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور آپ سب کام چھوڑ چھاڑ کر دہلی روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ کو اپنی شمع محفل کے اس پروانہ کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور پہلے سے بھی کمال مہربانی اور توجہ ان پر مبذول فرمائی۔ باوجودیکہ حضرت خواجہ آپ پر نہایت مہربان تھے اور آپ بھی ان کے مقبول تھے۔ مگر جب ان کے سامنے ہوتے تھے تو آنکھ اُٹھانے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی روائیت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت خواجہ کے ارشاد کے مطابق حضرت مجددؒ کو بلانے گیا جب میں نے پیغام دیا تو آپ کے چہرے کا رنگ

متغیر ہو گیا۔ اور خوف و اضطراب سے رعشہ کی سی کیفیت آپ کے جسم سے ظاہر ہوئی میں نے دل میں کہا سبحان اللہ سُنتہ تھے کہ جس قدر قرب ہو اسی قدر خوف بھی ہوتا ہے۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے +

حضرت خواجہ کے دل میں آپکا اقتدار

حضرت خواجہ پیر و مرشد حضرت مجدد کے تھے۔ لیکن اپنے آپ کو ہمیشہ حضرت مجدد کا دوست بلکہ ان کا مرید ظاہر کرتے رہے اور تواضع و انکساری سے پیش آتے رہے آپ نے ایک مرتبہ حضرت مجدد سے کہا کہ اپنے فیوض و برکات سے کچھ ہم کو بھی حصہ دو۔ حضرت بپاس ادب خاموش ہو رہے۔ جب حضرت خواجہ نے اصرار کیا اور اس قسم کے اشعار پڑھے ؎

بس تشنہ و بس خرابم اے دوست　　در حسرت یک دم آبم اے دوست

تو آپ نے اُن کی طرف توجہ فرمائی۔ اور وہ خواہش جس کے لئے حضرت خواجہ بیتاب تھے پوری ہو گئی۔

لکھا ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ کی مجلس گرم ہوتی اور سب اصحاب آجاتے تو حضرت خواجہ کی ایما سے حضرت مجدد سر حلقہ بنائے جاتے اور حضرت مریدوں کی طرح مجلس میں بیٹھتے۔ اور ان کی طرف سے تمام مریدوں کو یہ تاکید تھی کہ حضرت مجدد کی موجودگی میں ظاہرا تو ایک طرف وہ باطن میں بھی میری طرف رجوع نہ کیا کریں۔ غرض ان دونوں بزرگوں کے درمیان وہ معاملہ تھا کہ بہت کم لوگوں کو یہ معاملہ اور یہ راہ و رسم نصیب ہوا ہوگا کچھ عرصہ کے قیام کے بعد آپ اہل سرہند کے اصرار و تکرار سے وطن میں واپس تشریف لے آئے +

دہلی کا تیسرا سفر

حضرت مجدد کو سرہند واپس آئے ہوئے ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ۔ نے پھر یاد فرمایا اور متفرق اوقات میں دو مکتوب آپ کی طرف روانہ کئے۔ چنانچہ آپ روانہ ہو گئے۔ جب دہلی کے قریب پہنچے اور حضرت خواجہ کو خبر ہوئی تو وہ مع اپنی جماعت کے پا پیادہ آپ کے استقبال کو روانہ ہوئے حضرت خواجہ بغلگیر ہوئے اور باعزاز اپنے ہمراہ لائے۔ ایک دن فرمایا ہم ضعیف ہیں ہمارے لڑکے خرد سال ہوئے۔ اُنکی خبر گیری رکھنا۔ یہ کہہ کر لڑکوں کو بلوایا اور حضرت مجدد کی گود میں دیا اور ان کی توجہ دلائی یہ ملاقات آخری ملاقات تھی۔ اس کے بعد ظاہری ملاقات کا سلسلہ بوجہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی وفات کے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا۔ غرض چندے قیام کے بعد آپ وطن تشریف لے آئے

لاہور کا سفر

لاہور کو بھی یہ عزت و فخر حاصل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی یہاں بھی تشریف لائے تھے۔ لاہور کے چھوٹے بڑے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے بیشمار لوگ آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے اور انوار باطنی آپ کی ذات اقدس سے حاصل کرنے لگے لاہور میں تشریف لائے ہوئے ابھی چند ہی روز گذرے تھے اور اہل لاہور ابھی جی کھول کر فیوض و برکات بھی حاصل نہ کر سکے تھے۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ رحمۃ اللہ کے انتقال کی خبر تمام لاہور میں بجلی کی طرح پھیل گئی حضرت مجدد یہ خبر سُنتے ہی عازم دہلی ہوئے۔ وہاں حضرت نے مزار مبارک کی زیارت کی پیرزادوں اور پیر بھائیوں کی تسکین اور ماتم پُرسی میں بڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت خواجہ کے انتقال سے بزم صوفیا اور مجالس اولیائے کرام درہم و برہم ہو گئی تھیں۔ آپ کی تشریف آوری سے ہنگامۂ صحبت پھر گرم ہوا۔

اور وہی جذبہ وہی ذوق و شوق ظاہر ہونے لگا جو حضرت خواجہ کی زندگی میں تھا پیر بھائیوں میں از سر نو سرگرمی پیدا کر کے آپ پھر واپس آ گئے اور اس کے بعد یہ معمول رہا کہ ہر سال حضرت خواجہ کے عُرس میں شامل ہوتے اور زیارت روضہ اقدس سے مشرف ہوتے (۱)

آپ کی طلبی جہانگیر کے حضور میں

آپ نے اپنے مکتوبات میں اپنی شان جلالی کا ذکر کرتے ہوئے عروج مقامات سلوک تک رسائی حاصل کی ہے۔ بہت سے ظاہر پرست عُلما آپ کے مخالف تھے اُنہوں نے شہنشاہ جہانگیر سے شکائیت کی کہ سرہند کا ایک شیخ احمد اپنے آپ کو حضرت صدیق سے بھی افضل و برتر سمجھتا ہے۔ جہانگیر نے حکم دیا ایسے شخص کو ہمارے حضور میں پیش کرو۔ حاسدوں نے جھٹ پیادے اور سوار روانہ کئے۔ جب آپ تشریف لائے تو بادشاہ نے پوچھا کیا تم اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل جانتے ہو۔ آپ نے فرمایا جب ہم حضرت علی کو جو خلیفہ چہارم ہیں۔ حضرت صدیق سے افضل نہیں جانتے تو ہم خود کس شمار قطار میں ہیں کہ ان سے افضل ہونگے۔ بادشاہ نے کہا تمہارے مکتوبات کیا کہتے ہیں۔ فرمایا مکتوبات وہی کہتے ہیں۔ جو اُستاد اور پیر مُرشد نے بتایا ہے۔ ان میں سیر سلوک اور عروج مقامات کا جو ذکر ہے یہ عروج صرف لحظہ بھر کا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کس طرح۔ فرمایا بعینہٖ اسی طرح جس طرح تم کسی شخص کو اپنے پاس نزدیک بلا کر سرگوشی کرو تو ضرور ہے کہ یہ شخص مقامات ہفت ہزاری اور پنجہزاری وغیرہ طے کرتا ہوا آئے گا اور لحظہ بھر کی سرگوشی کے بعد پھر اپنے اصلی مقام پر واپس آ جائیگا ان عبور مقامات سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہ شخص اب ہفت ہزاری وغیرہ مراتب سے بڑھ گیا ہے ہمارا عروج بھی اسی طرح کا تھا۔ لحظہ بھر کے بعد ہم پھر اپنے مقام پر واپس آ گئے۔ اس جواب سے بادشاہ کی تشفی ہو گئی اور با عزاز تمام آپ کو رخصت کر دیا۔

آپ کا قید ہونا اور جہانگیر کی پشیمانی

لیکن بد باطن حاسد پیچھے لگے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت کو کسی مصیبت میں پھنسا دیں آخر وہ کامیاب ہو گئے۔ جہانگیر کے حکم سے آپ گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیئے گئے وہاں آپ کا قید ہونا باعث برکت ثابت ہوا کیونکہ جس قدر کفار قیدی تھے وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے آپ کے بعض مریدوں نے بادشاہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن آپ نے بشدت منع فرمایا اور کہا بادشاہ کا قصور نہیں۔ ترقی مدارج ہمیشہ نزول بلا پر منحصر ہوتی ہے۔ دو برس آپ قید خانہ میں رہے بعد میں بادشاہ کو اس طرف خیال آیا۔ سخت نادم اور پشیمان ہوا۔ نہایت اعزاز سے قلعہ سے رہا کیا اپنے پاس بلوایا معذرت کی خود مرید ہوا اور شاہزادہ خُرّم کو بھی یہ سعادت نصیب کرائی حضرت کی ایما سے احکام شرعی ملک میں جاری ہوئے آپ آٹھ برس تک بادشاہ کے ہمراہ رہے بادشاہ اپنی اس حرکت سے ہمیشہ نادم رہتا تھا۔ اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے عرض کرتا رہتا تھا۔ حضرت نے فرمایا خاطر جمع رکھو جب تک تم کو نہ بخشوا لوں گا جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں

جب آپ کی نسبت یہ عام چرچا ہوا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل جانتے ہیں تو ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دل میں یہ خیال لیکر آیا کہ اگر وہ ایسے ہی صاحب حال و قال ہیں تو میرے آبا و اجداد کا نام خود بخود بتائیں اور میٹھے چاول کھلائیں۔ جب یہ شخص ان کے پاس گیا تو حضرت اندرون خانہ جا رہے تھے

اسے دیکھ کے واپس آ گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے تو اس شخص کے مسلمان ہونے میں بھی شک ہے جو اپنے آپ کو کافروں سے بھی افضل جانے۔ چہ جائیکہ حضرت صدیق اکبرؓ سے اپنے آپ کو بہتر جانے۔ پھر اس کے آباؤ اجداد کا ذکر کیا۔ اور خادم کو حکم دیا کہ اُن کے لئے میٹھے چاول لاؤ۔ ان کو بہت خواہش ہے۔ یہ باتیں سُن کر وہ شخص حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور معافی مانگ کر عقیدتمندوں میں داخل ہُوا۔

ایک دفعہ مع اصحاب کے آپ سیر کو باہر نکلے۔ تمازت آفتاب اور گرد و غبار نے ساتھیوں کا ناک میں دم کر دیا لیکن سوئے ادب سے کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی آخر آپ نے خود ہی فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے یاروں کو تکلیف ہے۔ مولانا محمد یوسف سمرقندی ہمراہ تھے عرض کیا حضور کو بخوبی معلوم ہے۔ یہ سُن کر آپ نے تبسم کیا اور گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لب ہلائے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس قدر تقاطر ہُوا کہ گرد و غبار بیٹھ گیا اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

ایک شخص نے عرض کیا۔ میرا ایک عزیز سخت بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے دُعا فرمایئے آپ نے کچھ تامل کے بعد فرمایا۔ کیا مرحوم کے لئے دُعا مغفرت نہ کروں؟ وہ شخص روتا ہُوا اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گاؤں (میں جو سرہند سے چند کوس کے فاصلہ پر تھا) آیا دیکھا تو عزیز مر چکا تھا۔ اور خویش و اقربا رو پیٹ رہے تھے ✧

فرشتے سے انسان اور انسان سے شیطان

گروہ صوفیا کو کم کھانے بلکہ بھوکا رہنے سے ہمیشہ رغبت رہی ہے۔ حضرت مجددؒ بھی اس خصوصیت سے خالی نہ تھے۔ آپ کھاتے۔ لیکن بہت کم اور وہ بھی صرف اس غرض سے کہ کھانا سُنّت ہے آپ کا ارشاد ہے۔ کہ انسان فرشتہ ہے گرسنگی اور پیٹ کی آتش

اس فرشتے کو پھر انسان بنا دیتی ہے۔ اور یہ آتش اور حرص جب بڑھ جاتی ہے تو یہی انسان پھر شیطان بن جاتا ہے۔ آپ تناول طعام کے بعد بموجب سنت نبوی قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مجددؒ اور رقص و سماع

حضرت مجددؒ اور آپؒ کے ارادتمندوں کو رقص و سماع کا شوق نہیں ہے۔ بلکہ کوئی بات بھی ان کو پسند نہیں ہے۔ جو شرع شریف اور سنت نبوی کے خلاف پائی جاتی ہو۔ آپ قبروں پر جاتے اور اہل قبور کے حال پر توجہ خاص بھی فرماتے تھے لیکن قبروں کو چومنے سجدہ کرنے اور استعانت چاہنے کے آپ سخت خلاف تھے آپ رقص و سماع کے شدت سے خلاف اور کبھی ایسی مجلس میں تشریف نہیں لے گئے جہاں ان کا چرچا ہوتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حال تابع شریعت ہے نہ کہ شریعت تابع احوال ہے پھر فرمایا کہ بعض درویشان خام دنا تمام پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ شریعت کی مخالفت کی جرأت کس طرح کرتے ہیں شریعت وہ چیز ہے کہ اگر حضرت موسیٰ اور عیسےٰ ہمارے پیغمبر خدا صلعم کے بعد ہوتے تو وہ اسی شریعت کے تابع ہوتے اور اب بھی جب حضرت عیسےٰ اُتریںگے تو اسی شریعت کی حمایت ان کا اصل اصول ہوگا۔

قید ہونے کے متعلق حضرت سے ایک سوال

ایک دن ایک ظاہر بین نے کہا کہ آپ ایسے عالم و فاضل ولی کامل اور پھر آپ کو قید خانہ میں جانا پڑا اس کی وجہ؟ فرمایا میرے اطوار بد اور میرے افعال کی شامت اد

کچھ نہیں۔ اللہ تعالٰی کی بندگی میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہوگی یا عجب وغرور کبھی دل میں آ گیا ہوگا۔ اس کی سزا بھگتنی تھی بھگت لی۔ پس تم بھی اپنے آپ کو ان ابتلاؤں سے بچاؤ۔

دُنیا پرست عالموں سے نفرت

ریاکار عالموں سے جو دین پر دُنیا کو مقدم رکھتے ہیں اور ایمان فروشی سے کام لیتے ہیں آپ کو سخت نفرت تھی۔ ان دُنیا پرست قاضیوں اور مشائخ نے گروہ صوفیا کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائی ہیں اور بادشاہوں اور امرا کی حضور میں اپنا تقرب چاہا ہے حضرت مجدد کو بھی دو سال تک انہیں کی کارستانیوں کی وجہ سے جیل خانہ میں رہنا پڑا۔ جس طرح اور صوفیا کو ان ظاہر پرستوں سے نفرت تھی اس طرح آپ بھی ان لوگوں کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ علمائے دُنیا کی صحبت زہر قاتل اور باعث فساد ہے اور ایسے عالم سے کوئی توقع نہ رکھو جو اپنی تن پروری کے لئے ضمیر فروشی کا کام کرے۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او رخویشتن گم است کہ رہبری کند

جو بلائیں زمانہ سلف میں ظہور میں آتی رہیں اسی جماعت علمائے دنیا کی بدکرداری کا نتیجہ ہیں اسی جماعت نے بادشاہوں کو گمراہ کیا جنہوں نے بڑے بڑے نیک اور حقیقی لوگوں کو تکلیفیں پہنچائیں۔ ایک فریق کے جو ہفتاد و دو ملت فرقے ہو گئے ہیں ان کے وجہ بھی یہی ظاہری علما ہیں۔ تمام دنیا ان کا چرکا کھائے ہوئے ہے۔ پس بچو۔ ان سے جہاں تک بچ سکتے ہو۔

ترک دُنیا سے مطلب کیا ہے

ایک دن مجلس گرم تھی ترک دُنیا کا مسئلہ درپیش تھا۔ فرمایا دین و دُنیا کا جمع کرنا اضداد کا جمع کرنا اور آگ اور پانی کو اکٹھا کرنا ہے طالب آخرت کے لئے ترک دُنیا ضروری ہے۔ لیکن جو لوگ ظاہرداری پر مرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے مطلب کے معانی پیدا کرنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ ترک دُنیا حقیقی طور پر کسی کو میسر نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ اور نہ اسلام نے اس کی اجازت دی ہے اسلام سکھاتا ہے۔ کہ دُنیا بھی رکھو اور دین بھی دین اُسی حد تک جس حد تک قرآن پاک اور شریعت مطہر سکھاتی ہے۔ اور دُنیا بھی اسی حد تک جہاں تک یہ دونوں اجازت دیتے ہیں ترک دنیا سے مطلب دُنیا کے مکروہات کو ترک کرنے کا ہے۔ اور شریعت کے پابند رہنے کا نام اصل اسلام ہے۔

آپ کی اولاد

شیخ سُلطان رئیس تھانیسر کی صالحہ لڑکی زہرہ بی بی آپ کی حرم محترم تھیں ان سے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں دو لڑکیوں نے دو سال سے چودہ سال کی عمر تک وفات پائی لڑکوں میں بعض بڑے صاحب کمال ہوئے خصوصاً حضرت خواجہ محمد معصوم فرزند ثالث نے وہ نام پایا کہ اپنے وقت کے جامع علوم معقول و منقول اور قطب الوقت بلکہ قیوم ثانی مشہور ہوئے۔

حضرت مجددؒ کی وفات

آپ کی پیدائش شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ہوئی اور وفات کا افسوسناک واقعہ ۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ روز دوشنبہ شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت میں پیش آیا وفات کے وقت آپ کی عمر چونسٹھ سال کی تھی مزار پُرانوار سرہندؔ میں مرجع خاص وعام ہے۔ عُرس شریف ہر ماہ صفر کی ۲۷ و ۲۸ تاریخ کو نہایت دھوم دھام سے ہوتا ہے نہ صرف پنجاب بلکہ دُور دراز مقامات سے زائرین اور شوقین آتے ہیں اس عُرس کو خاص امتیاز و شرف حاصل ہے یعنی یہاں کسی قسم کی کوئی خلاف شرع حرکت نہیں ہوتی بلکہ عُلمائے ہندوستان و پنجاب کے پُر تاثیر وعظ و نصائح اور ختم قرآن شریف ہوتے ہیں آپ کے نام پاک کی وجہ سے سرہند کو بھی وہ اعزاز ملا ہے کہ بہت کم مقامات اسکی برابری کر سکتے ہیں۔ چنانچہ سرہند کے فضائل و مراتب میں لکھا ہے

خاکش تمام سرمہ ست مانند کوہ طور است — منزل گہ حضور است بام و ہوائے سہرند

ہر قبہ آفتابے انبا لبست از مطلع ہدایت — اسرار حق ہویدا است از فضائے سہرند

ہر سالکش بتحقیق قطب است عصر خود را — باقی چہ گویمت من از اولیائے سہرند

از نور اوست پُر نور ہندوستان تمامی
گویا کہ ہند باشد زیر لوائے سہرند

محمد الدین فوق

تمت

ؔ سرہند کا پرانا اور قدیمی نام سہرند ہے۔

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

سلسلہ مشاہیر اسلام و صوفیۂ کرام نمبر ۳

بوعلی قلندر

عاشق آلہی حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ

پانی پتی کے حالات زندگی

مرتبہ کارپردازان کارخانہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

بارسوم

مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپی

تعداد جلد ایک ہزار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نعرۂ قلندرانہ

یعنی مختصر حالات حضرت عاشق الٰہی شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی

آپ کے آباؤ اجداد اور خطاب قلندری

آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ فخر الدین سالار عراقی تھا۔ لیکن آپ کی پیدائش بمقام پانی پت میں ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا نام بی بی حافظہ تھا۔ شیخ فخر الدین عراقی نہ صرف معقول و منقول ہی میں یکتائے روزگار تھے۔ بلکہ آپ فقیری چٹکلے اور صوفیانہ لطائف کے بھی دلدادہ تھے اور اس کی بدولت ایک عالم آپ سے روشناس ہوا۔ یہ وہ نعمت ہے کہ کسی خوش نصیب ہی کو عطا ہوتی ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کی خانقاہ میں مسافران قلندر کا ایک مختصر گروہ شب باشی کے لئے مقیم ہُوا شیخ درویشوں کو کلید جنت سے کم نہ سمجھتے تھے دل کھول کر ان کی مہمانداری میں مصروف ہوئے اس قافلہ میں ایک نہایت خوبصورت اور حسین نوعمر لڑکا تھا شیخ کی اس پر جب نظر پڑی تو ؎

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ صبر رخصت ہُوا اک آہ کے ساتھ

اُستادِ عشق نے کتاب حسن سے وہ سبق پڑھایا کہ چودہ طبق کھل گئے اور روزمرہ کے درس و تدریس کا سلسلہ یک لخت بند ہوگیا۔ چار دن تک قلندروں کو مہمان رکھا آخر جب انکو خبر ہوئی۔ تو وہ زبردستی چلے گئے شیخ نے انکی روانگی کے بعد تھوڑی دیر تو صبر کیا لیکن دل بیتاب جو دیدار یار کیلئے سیماب وار بیقرار تھا۔ یارائے ضبط کا متحمل نہ ہوسکا چنانچہ شیخ مجنوں وار وصل لیلےٰ کے لئے دوڑے اور دوسری منزل پر ان کو جا لیا ان قلندروں نے شیخ سے کہا کہ اے مرد بزرگ تو ایک عالم یکتا اور سردار نامی ہے ہم قلندران اوباش کو تجھ سے کیا نسبت ہم چار ابرو کا صفایا کئے ہوئے ہیں تم بھی ڈاڑھی مونچھ اور ابروؤں کو منڈوا دو۔ اور ہم میں شامل ہو جاؤ شیخ نے کہ پردۂ حسن ظاہری میں نور باطنی کا متمنی تھا۔ دنیا کی طعن و تشنیع کی کچھ پرواہ نہ کرکے چار ابرو کا صفایا کرایا اور انہیں کا لباس پہن کر ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ محبت روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور دنیا کے علائق سے دل لحظہ بلحظہ متنفر ہوتا جاتا تھا۔ آخر یہ قافلہ ملتان میں جا پہنچا وہ زمانہ قطب الاقطاب شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہٗ کا تھا یہ سب لوگ قطب الاقطاب کی خانقاہ میں مقیم ہوئے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا نے نظر باطن سے شیخ فخرالدین کو دیکھا اور چاہا کہ اس جوان کو قلندروں کے پھندے سے نکال کر عشق حقیقی کی راہ دکھائیں دوسرے دن جب قلندر ملتان سے روانہ ہونے لگے۔ یکایک وہ طوفان آیا کہ قافلہ تتر بتر ہوگیا۔ شیخ

عراقی خانقاہ کے دروازے پر آپڑے۔ شیخ فخرالدین نے جن کو باطنی کشش کے ذریعہ سے یہ سب کیفیت معلوم تھی اندر بُلایا اور اس سے بغل گیر ہوئے۔ سینہ سے سینہ کیا ملا کہ عشق مجازی کا نام و نشان نہ رہا۔ دریا ہوا اور دریا قلندر کے نعرے مارنے لگے شیخ بہاؤالدین رفتہ رفتہ ان پر یہاں تک مہربان ہوئے کہ اپنی بیٹی سے ان کی شادی کر دی اس واقعہ کے بعد خاص و عام میں شیخ فخرالدین عراقی قلندر کے نام سے موسوم ہونے لگے ؛

شیخ عراقی قلندر کی دوسری شادی اور اولاد اور سفر عراق

چند دنوں کے بعد جب رابعۂ وقت یعنی شیخ فریدالدین عراقی کی زوجہ مقدسہ نے انتقال کیا تو شیخ قلندر اپنے وطن قدیم عراق کی طرف روانہ ہو گئے جب ہمدان میں پہونچے تو سید نعمت اللہ ہمدانی کرمانی نے جو اپنے وقت کے اکمل ترین بزرگ تھے کشف باطن سے شیخ قلندر کے مراتب کو پہچانا اور اپنی ہمشیرہ کی شادی ان سے کر دی۔ جن سے حضرت بوعلی قلندر اور شیخ نظام الدین عراقی پیدا ہوئے۔ شیخ نظام کی پیدائش عراق میں ہوئی تھی ؛

عراق سے ہندوستان کی واپسی

شیخ فخرالدین نے وطن قدیم عراق کو از سر نو اپنا وطن بنانا چاہا اور وہاں بارہ سال تک مقیم بھی رہے لیکن خدا کو عراق کا تعلق رکھنا منظور نہ تھا جس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ شیخ نظام الدین چھوٹی ہی عمر میں بسبیل تجارت ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور پانی پت کے سہانے جنگل اور دلکش نظارے دیکھ کر وہیں مقیم ہو گئے شیخ فخرالدین جب فراق پسر کی تاب نہ لا سکے تو محبت پدری نے جوش مارا آپ بھی معہ اپنی

زوجہ محترمہ کے پانی پت میں آگئے جہاں کتم عدم نور معانی ظاہر ہوا جس کی شعاعوں نے آفتاب و ماہتاب کو ماند کر دیا۔

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کی پیدائش

پانی پت میں شیخ عراقی کے ہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شرف الدین رکھا گیا۔ نقل ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو روتے تھے اور دودھ نہیں پیتے تھے اور نہ آنکھیں ہی کھولتے تھے۔ تین دن کامل اسی طرح گذر گئے۔ چوتھے دن جب شیخ عراقی گھر سے باہر نکلے تو دروازے پر ایک مست قلندر کو چھڑا اوڑھے ہوئے دیکھا آپ نے السلام علیک کہا۔ اس نے جواب دیا اور کہا اے شیخ تجھے مبارک ہو۔ اس گنج معانی کے دیکھنے کی آرزو ہے جو آج تین دن سے تیرے گھر میں آیا ہوا ہے شیخ اس فقیر کو اندر لیگیا۔ اور اس کو لڑکا دکھایا۔ درویش نے اس کی پیشانی چومی اور قرآن شریف کی یہ آئیت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ شیخ شرف الدین کے کان میں آہستگی سے پڑھی اور اسی دم رونا بند ہو گیا اس کے بعد مست قلندر شیخ کی نظر سے غائب ہو گیا۔

تعلیم اور بیعت کا حال

حضرت شیخ شرف الدین نے علوم فقہ و حدیث میں اپنی عمر کے چالیس سال صرف کئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو تعلیم دینی کا کس قدر شوق اور جذبہ تھا۔ پرانی دہلی میں آپ کا قیام تھا۔ وہاں بہت سے مجاہدے بھی اپنے کئے کچھ مدت کے بعد علم ظاہری سے جب سیر ہو گئے تو کتب خانہ کو دریا برد کر کے جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور ایک دن

یادِ الٰہی میں مستغرق رہنے لگے اکثر کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ آپ نے چالیس برس تک آب و دانہ کی طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ اور دنیا کی کسی لذّت سے نفس کو حظ نہیں پہنچایا۔ آپ کی ارادت اور بیعت کے متعلق مختلف بزرگوں کے مختلف قول ہیں بعض کہتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت تھی بعضوں کا قول ہے کہ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت تھی۔ لیکن اکثر حضرات کا خیال ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات خاص سے براہ راست آپ کو فیض پہنچا ہے جس کا ذکر اپنے موقعہ پر کیا جائے گا +

سُلطان غیاث الدین محمد کی ایک ناسزا حرکت

سلطان غیاث الدین محمد شاہ دہلی کو لڑکے کی بڑی خواہش تھی۔ لیکن خدا کی قدرت سے ہمیشہ لڑکی ہی پیدا ہوتی تھی اور اس نے بھی عہد کر لیا تھا کہ جب لڑکی پیدا ہوگی اُسکو جان سے مار دوں گا چنانچہ کئی لڑکیاں وہ ضائع کر چکا تھا۔ اتفاقاً پھر ایک حرم کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ حرم نے مامتا کی محبت سے مجبور ہو کر اس لڑکی کو ایک مٹکے میں بند کرا کے دریا کے کنارے پہ جنگل میں رکھوا دیا اور بادشاہ سے کوئی بہانہ بنا کر اپنی جان چھُڑا لی +

بادشاہزادی دھوبی کے گھر میں

دریا پر اکثر دھوبی کپڑے دھونے آیا کرتے تھے ایک دھوبی جنگل میں اُپلے چُننے کے لئے آیا۔ اتفاقاً اس مٹکے پر نظر پڑی دیکھا تو اس میں ایک گوہر آب دار بند پڑا ہے

چونکہ بے اولاد تھا خوشی خوشی اُسے گھر لے آیا۔ اس کی بیوی بھی خدا کا شکر بجالائی اور اسے بیٹوں کی طرح پالا۔ اسی طرح گیارہ بارہ برس گذر گئے۔ لڑکی بھی اپنے باپ کے ہمراہ کبھی کبھی دریا پر جایا کرتی تھی۔ بادشاہ بھی شکار کھیلتا ادھر آنکلا۔ اس مہ پارہ لڑکی کو دل ہاتھ سے دے بیٹھا اور سو جان سے عاشق ہو گیا۔

بادشاہ کا نکاح اپنی بیٹی کے ساتھ

بادشاہ نے پوچھا۔ اے شخص یہ کس کی لڑکی ہے دھوبی نے کہا مجھ غلام کو اس کا باپ ہونے کی عزت حاصل ہے بادشاہ نے نکاح کی درخواست کی دھوبی نے پہلے انکار کیا۔ لیکن بعد میں مان لیا کچھ دنوں کے بعد آخر نکاح ہو گیا رات کے وقت جب بادشاہ اس سے ہمبستری کی خواہش کرتا تو خدا کی قدرت عورت کو خون جاری ہو جاتا اس نے بہت دفعہ آزمایا لیکن خون ہر مرتبہ جاری رہا۔ آخر اس نے حکیموں اور نجومیوں سے اس کا سبب پوچھا انہوں نے زائچے کھولے حساب کتاب سے زمین و آسمان ایک کر دیا لیکن در مکنوں ہاتھ نہ آیا۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر سب کو قید خانہ میں بھجوا دیا۔

بادشاہ شیخ شرف الدین کی خدمت میں اور شیخ بزم نبوی میں جاتے ہیں

بادشاہ چاروں طرف سے مایوس ہو کر حضرت شرف الدین قلندر کی خدمت میں پہنچا جو دریا کے کنارے یاد الٰہی میں محو تھے۔ بادشاہ نے اپنا تردد ان سے بیان کیا۔ شیخ

نے فرمایا پرسوں تک جواب دونگا۔ بادشاہ تو رخصت ہو گیا۔ لیکن آپ دوسری رات کو روحانی طور پر بزم مصطفےٰ میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں دیکھا کہ آنحضرت صلعم تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ آپ کے دائیں طرف تخت سے ذرا نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیخ شرف الدین نے بادشاہ کی مشکل اور پریشانی کو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے امیرالمومنین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے علی! شرف الدین کو اس کے مقصد میں کامیاب کرا اور اسرار غیبی اس پر کھول دے آنحضرت کی فرمائش کے بموجب حضرت علیؓ نے شیخ قلندر پر تمام اسرار خفی و جلی آشکارا کر دیئے پھر اپنے دہن مبارک کا لعاب شیخ شرف الدین کی زبان پر مل دیا اور ابوعلی کی کنیت عطا فرما کر رخصت کیا اس روائیت کے مطابق آپ کی بیعت کو حضرت علیؓ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

بادشاہ کا اپنی ناسزا حرکت پر توبہ و استغفار کرنا

حسب وعدہ بادشاہ آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا آپ نے فرمایا اے غیاث الدین محمد! تیرے معاملہ میں ایک عجیب راز کا انکشاف ہوا ہے وہ لڑکی جس سے تو صحبت کرنی چاہتا ہے تیری دلہن نہیں بلکہ تیری لڑکی ہے اس کو عین وقت پر خون اللہ تعالیٰ کی حکمت سے آیا ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ وہ تجھے اس گناہ کبیرہ کا مرتکب کرنا نہیں چاہتا جا اور اپنی فلاں حرم سے جا کر اس بات کی تحقیقات کر بادشاہ سر بگریبان حرم سرائے میں آیا جب اصل واقعہ درست پایا تو نہایت ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار کی اور اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگی جو لڑکیوں کے قتل کے متعلق تھے حضرت نے آپ کے حق میں دعا کی اور آپ پر عنایت فرمائی خداوند کریم نے بادشاہ کو چار بیٹے عنایت کیئے۔

بادشاہ زادہ شیخ بوعلی قلندر کا چیلہ بنتا ہے

بادشاہ نے ایک اپنا فرزند جس کا نام شاہ مبارک خاں تھا وعدہ کے مطابق حضرت شیخ قلندر کے حوالے کر دیا لکھا ہے کہ شاہ مبارک خاں حد درجہ کے حسین اور خوبصورت تھے۔ حضرت صاحب کو بھی آپ سے اس قدر ظاہری اور باطنی محبت تھی کہ ہر وقت انکو نگاہ کے سامنے رکھتے تھے اس کے جمال حُسن پر اس قدر مفتون تھے کہ بغیر اس کے دیدار کے کھانا پینا بھی ناگوار سمجھتے تھے اس کی خاطر ہر طرح منظور تھی جہاں وہ جاتا آپ بھی اسکے ساتھ چلے جایا کرتے تھے فراق یار اور اشتیاق محبوب میں اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

گر خدا فرمودے در عشق تو اے سلطان بسر — راہ قلاشی کجا ڈھا کجا اے مفتخر

عشق تو صد فتویٰ اندر خون من کردہ جواب — یک سوالم از دہیت تا بدبہ نزدوت معتبر

حجت عشقت قیاس عقل را بیہودہ خواند — چوں تجلی نور شمس و چوں ید بیضا شمر

شاہزادے کے فراق میں بیقراری

کسی فوج کا ایک سپاہی بھی حضرت شاہ مبارک پر دل وجان سے عاشق تھا لیکن حضرت قلندر کا محبوب اور بادشاہ کا بیٹا سمجھ کر خاموش ہو رہتا تھا ایک دن شاہ مبارک ایک جنگل کی طرف اکیلا جا رہا تھا کہ اس ظالم قصاب نے موقع دیکھ کر آپ کو قید کر لیا جب رات ہوئی اور معشوق عاشق کے پاس نہ آیا تو بے قراری نے جوش مارا اور اسی عالم میں دل کی رہنمائی سے اس سپاہی کے دروازہ پر جا پہنچے اور تمام رات فراق محبوب میں ایک دردناک غزل پڑھتے رہے جس کے چار شعر لکھے جاتے ہیں ؎

غیرت از چشم بہر صنم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم
گر بیائد ملک الموت کہ جانم ببرد
تا نہ بینم رخ تو رُوح رمیدن ندہم
گر بہائے سر موئے تو دو عالم بدہند
یعلم اللہ کہ سر موئے تو دیدن ندہم
گر بدام دل من آید آں عنقا باز
گرچہ صد حملہ کند باز پریدن ندہم

نقل ہے کہ وہ رات اس قدر لمبی ہو گئی کہ لوگ سوتے سوتے عاجز آ گئے اور طلوع آفتاب کے انتظار میں گھڑیاں گننے لگے آخر اس کج فہم سپاہی نے بھی مجبور ہو کر شاہ مبارک خاں کو آزاد کیا اور اس کے گھر سے باہر نکلتے ہی سورج کی شعاعیں عالم میں اپنا نور پھیلانے لگیں +

وصال محبُوب پر رقص مسرّت

حضرت قلندر شاہ مبارک کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اپنے قیام پر تشریف لائے اسوقت اتفاق سے ایک قوال موجود تھا اس نے آپ کو دیکھ کر یہ اشعار گائے۔ ؎

اگر بینم شبے ناگاہ من آں سُلطان خوباں را
سرے در پائے وے آرم فدا سازم دل و جان را
بپرسم از رہ یاری کہ جاناں چوں نہ آخر
کجائی کت نمی بینم دو چشم مست غلطاں را

کچھ آواز کی شیرینی کچھ اشعار حسب حال اور سب سے بڑھ کر دل میں درد اس اتحاد ثلاثہ سے وہ ذوق و شوق ہوا کہ وجد کی حالت میں آ گئے تھوڑی دیر کے بعد جب آفاقہ ہوا تو اس خوشی میں قوال کو اپنا گھوڑا بخش دیا۔ پھر یہاں سے اُٹھ کر آپ علاقہ کرنال کے موضع حضرت لوڈہ کھیڑے میں آ گئے اور صاحبزادہ مبارک خاں کے ساتھ یہیں کی اقامت اختیار کر لی +

ایک گوجری پر نظر جمال

ایک گوجری دودھ بیچنے والی عورت جو نہایت خوبصورت تھی۔ دہی کا مٹکہ سر پر رکھے آپ کے پاس سے گذری۔ فرمایا اے گوجری دہی بیچتی ہے۔ کہا ہاں بیچتی ہوں لیکن میرا دہی خریدنے کی تم میں طاقت بھی ہے آپ نے فرمایا کیا لوگی۔ گوجری نے کہا سونے کا ایک ٹکہ۔ حضرت نے سونے کا ایک ٹکہ عنایت کیا اور فرمایا کہ جاؤ دہی بھی لیجاؤ گوجری اس کے بعد اکثر مرتبہ آپ کے پاس آیا کرتی تھی اور چونکہ اس کی شکل دل پسند تھی اس لئے آپ اس کو سونے کا ٹکہ دے کر واپس کر دیا کرتے تھے اس کے خاوند نے ایک دن گوجری سے کہا کہ دولت تو ہمارے پاس کافی ہوگئی ہے تو اس فقیر سے بیٹا کیوں نہیں مانگتی کہ ہمارا مقصد ولی حاصل ہو دوسرے دن گوجری حسب معمول دہی کا مٹکہ سر پر رکھے حضرت کی خدمت میں آئی اور جھک کر نہایت قرینے اور آداب کے ساتھ سلام کیا حضرت کو یہ ادب پسند آیا اور فرمایا۔ رباعی

گوجری کہ تو در حسن و لطافت چو مہی ۔ ایں دیگ دہی بر سر تو چتر شہی
از لعل لبت شہر و شکر مے بارد ۔ ہر گہ کہ بگوئی کہ "دہی لو دہی"

گوجری نے حضرت کو خوش دیکھ کر عرض کیا کہ یا حضرت بیٹے کی مدت سے آرزو رکھتی ہوں توجہ فرمائیے اور دعا کیجئے آپ نے عالم مسرت میں فرمایا کہ کل تم خود بھی آؤ اور اپنے محلے کی اور عورتوں کو بھی جن کو ایسی خواہش ہے ہمراہ لیتی آؤ چنانچہ دوسرے دن جب گوجری اپنی ہم جلیسوں کو ہمراہ لئے آئی تو حضرت پان کھا رہے تھے آپ نے پان اور پان کا اگال تھوڑا تھوڑا سب کو بانٹ دیا جسکو سوائے ایک عورت کے جنہے نفرت سے ایک پتھر کے پیچھے پھینکدیا سب نے کھالیا

سب عورتوں کے گھر لڑکے پیدا ہوئے اور منت چڑھانے کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ بیٹے سے محروم عورت بھی ایک طرف اداس اور غمگین بیٹھی تھی۔ آپ نے اس کا باعث پوچھا۔ عورت نے گریہ وزاری سے اصل واقعہ کہہ سنایا اور معافی مانگی آپ نے فرمایا بیچ نہ کر اس تھہر کے پاس جا جہاں تو نے ہمارا گال پھینکا تھا دیکھ وہ عورت گئی اور کیا دیکھتی ہے کہ ایک چھوٹا سا بچہ تھہر کے پہلو میں انگوٹھا منہ میں لئے کھیل رہا ہے مامتا نے جوش مارا خدا کی قدرت چھاتیوں میں دودھ اتر آیا۔ بچے کو دودھ پلاتی اور پیار کرتی حضرت کی خدمت میں آئی آپ نے فرمایا جا تجھے تیرا بچہ مبارک ہو۔

ایک برات کا گم ہونا اور تین دن کے بعد واپس آنا

استغراق کی حالت میں آپ اگر کسی طرف غضب کی نگاہ سے دیکھ لیتے تھے۔ تو اسکی زندگی موت سے مبدل سمجھ لی جاتی تھی۔ ذکر ہے کہ ایک دن آپ پانی پت سے باہر بھاکوتی کے جنگل میں یاد الٰہی میں مصروف تھے کہ ایک برات اس طرف شور وغل کرتی اور دھوم دھڑکا مچاتی آئی۔ جب شور وغل کی آواز آپ کے کانوں تک پہنچی تو غضب اور جلال جوش میں آیا اور دفعتہً سب براتی غائب ہو گئے اُدھر دلھن کے گھر میں برات کی آؤ بھگت کا سامان ہو رہا تھا انتظار کے بعد جب برات نہ آئی تو دولہا کے گاؤں میں اصلیت دریافت کرنے کے لئے ایک آدمی بھیجا گیا۔ جب وہاں سے معلوم ہوا کہ برات یہاں سے جا چکی ہے تو اور بھی حیرانی ہوئی۔ آخر طرفین کو جب تین دن تلاش میں گذر گئے تو ایک فقیر کے پاس گئے اور اپنی مصیبت بیان کی۔ اس نے کہا کہ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک مست اور خدا رسیدہ فقیر بوعلی قلندر نام عبادت میں مصروف ہے زوال کے وقت یعنی سہ پہر کے بعد

جبکہ وہ عبادت و استغراق سے فارغ ہوتا ہے اس کے پاس جاؤ اور اپنی مشکل بیان کرو۔ جب یہ لوگ شیخ قلندر کے پاس پہنچے۔ تو آپ دریا کے پانی سے کھیل رہے تھے جم غفیر کو دیکھ کر بولے کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے برات کی حقیقت بیان کی آپ نے فرمایا تین من کی نیاز خدا کے نام پر قبول کرو۔ تمہاری مشکل فوراً آسان ہوجائے گی انہوں نے یہ بات مان لی آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ پھر ایک لمحہ کے بعد فرمایا۔ کھولو اور خدا کی قدرت کو دیکھو۔ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ برات چلی آرہی ہے خوشی اور چہل ہو رہے ہیں۔ یہ سب لوگ بھی ہنسی اور خوشی براتیوں سے جا ملے ؂

شیخ بو علی قلندر کی نیاز

ذکر ہے کہ شادی سے فارغ ہونیکے بعد سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپکے ارشاد کے مطابق ایک من گوشت پختہ ایک من میدہ کی چپاتیاں اور ایک من دہی آپ کی خدمت میں لائے۔ آپنے قبول فرمانیکے بعد ارشاد فرمایا۔ ہمارے واصل بحق ہونیکے بعد اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے تو یہ خدا کی نذر اور اس فقیر قلندر کی نیاز مال حلال سے مہیا کر کے ہمارے خادموں مجاوروں غریبوں یتیموں اور عالموں کو کھلائے اور تقسیم کردے اللہ تعالیٰ اس کی سب مشکلیں آسان کردیگا اور اس کی کمائی میں برکت دے گا ؂

شیروں کا تماشا

شیخ جلال الدین جو پانی پت میں عارف کامل ہو گذرے ہیں ایک دن عالم شباب میں قلندر صاحب کی ملاقات کو گئے رستے میں ایک ہیبتناک شیر کو دیکھا اور کہا اے شیر

تیرا گھر جنگل میں ہے یہ عاشقوں کا مکان ہے۔یہاں تیرا کیا کام شیر یہ سُن کر جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ شیخ بھی اس کے پیچھے پیچھے حضرت بو علی قلندر کے حجرے واقعہ جنگل بھاگوتی کو چل دیئے چند قدم آگے گئے تھے کہ چار شیر اور دکھائی دیئے جو حجرے کی طرف ہی جا رہے تھے یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر شیخ کو کسی قدر دہشت ہوئی۔اسی اثناء میں قلندر صاحب خود تشریف لے آئے اور فرمایا تم ہمارے رازداروں میں ہو آؤ۔ تم کو شیروں کا تماشا دکھائیں۔ چنانچہ قلندر صاحب شیخ جلال الدین کو اپنے ہمراہ بھاگوتی کے جنگل میں جہاں انکی جائے قیام تھی لے گئے وہاں چار شیر آپس میں کھیل رہے تھے اور کودتے اور اُچھلتے اور ایک دوسرے کو چھیڑتے تھے۔شیروں نے جب تصوف و حقیقت کے آفتاب و ماہتاب کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ان کے قدموں پر گر پڑے اور ایک پالتو بلی کی طرح کھیلنے لگے تو شیخ نے قلندر صاحب سے کہا کہ وہ پانچواں شیر کہاں گیا۔آپنے فرمایا جلال الدین وہ میں ہی تھا جب میں نے دیکھا کہ شیروں کے غلبہ سے تم پر دہشت طاری ہونیوالی ہے تو تمہارا زیادہ امتحان مناسب نہ سمجھا تمہاری خاطر داری کے لئے شیر سے پھر انسان بن گیا ہوں +

ایک صاحب کمال جوگی کا مسلمان ہونا

ایک مرتبہ حضرت قلندر ایک پہاڑ میں سیر کر رہے تھے کہ ایک صاحب کمال جوگی سے مُلاقات ہو گئی۔جوگی نے کہا اے درویش اس پہاڑ میں چاروں طرف شیر اور چیتے اور خوفناک درندے اور بلائیں ہیں تو یہاں کیوں آیا ہے آپنے فرمایا جب اتنی بلائیں یہاں موجود ہیں تو تم کس طرح یہاں رہتے ہو۔جوگی نے کہا جب یہ درندے میرے مکان پر آتے ہیں تیں آسمان کی سیر کو چلا جاتا ہوں جوگی ابھی بات ہی کر رہا تھا کہ حضرت کے پہلو سے ایک شیر نکلا اور آپکے

قدموں میں باادب بیٹھ گیا جوگی نے کہا اے درویش میں نے یہ باتیں تیرے ڈرانے کے لئے کی تھیں۔ تاکہ تو یہاں سے چلا جائے یہ کہہ کر جوگی نے ایک جست کی اور افلاک کی سیر کرنے لگا جس جگہ اور جتنے فاصلے پر اور جس مقام پر جاتا حضرت قلندر اور شیر کو وہاں موجود پاتا حیران ہو کر واپس آیا تو دیکھتا ہے کہ شیخ قلندر اسی پتھر پر بیٹھے ہوئے اور شیر ان کے قدموں میں موجود ہے آپ نے فرمایا اے جوگی آئین مہمانداری کے خلاف ہے کہ مہمان کو درندوں اور شیروں کے حوالے کر کے آپ بے پر کی اڑا رہے ہیں جوگی نادم ہوا اس کے بعد اُس نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا لکھا ہے کہ جوگ میں اسے کمال حاصل تھا اسکے بدن کے ایک ایک جوڑ سے مختلف آوازیں نکلتی تھیں شیخ قلندر بھی اپنے شغل میں مصروف ہوئے آپکے ہر بن ہر مو سے کلمۂ توحید کی آواز نکلنے لگی غلبہ کی وہ حالت ہوئی کہ تمام بدن پسینہ پسینہ ہو گیا پسینے کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا اللہ ہو کا نقش بنجاتا تھا جوگی نے حضرت کے کمال کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا اب تیرے مسلمان ہونے کا وقت آپہنچا ہے اسلام قبول کر جوگی مسلمان ہو گیا۔ اس کا مزار آجتک اسی پہاڑ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے ؎

مُردہ کا زندہ ہونا

جب شیخ قلندر حالت استغراق اور عالم محویت میں ہوتے تھے تو کسی فرد بشر کو انکے پاس جانے کی طاقت نہ ہوتی تھی ایک خادم نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ اتنے دن ہو گئے ہیں۔ آپ نے طعام کو ہاتھ نہیں لگایا کچھ ارشاد ہو تو بجا لاؤں آپ نے فرمایا کبھی کبھی بھنا ہوا گوشت اور وہی لے آیا کرو اور دور کھڑے رہ کر دریافت کر لیا کرو اگر ہم کو خواہش ہوگی تو ہم طلب کر لیا کرینگے چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا رہا جب آپ کو خواہش ہوتی آپ فرماتے

لاؤ بندہ کھانا کھائے اور جب خواہش نہ ہوتی فرماتے خدا تعالیٰ کھانا نہیں کھایا کرتا ایک دن خادم کی بجائے اسکا بیٹا کھانا لایا آپ نے کچھ کھا کر باقی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اسکو کوئیں میں ڈال دو۔ لڑکے نے یہ سمجھ کر کہ ایسا لذیذ کھانا کیوں ضائع کیا جائے خود کھا لیا لیکن گھر پہنچنے تک حالت دگرگوں ہو گئی۔ باپ کہیں باہر تھا۔ کہا کہ کچھ کھانا حضرت سے بچ رہا تھا انھوں نے فرمایا کہ اس کو کوئیں میں ڈال دو لیکن میں نے خود کھا لیا۔ اسی وقت سے حالت خراب ہو رہی ہے لڑکا اس کے بعد مر گیا بجائے تجہیز و تکفین اور دفن کرنے کے خادم نے نعش کو گھر ہی میں رکھا دوسرے دن لڑکے کی پشت اپنی چھاتی کے ساتھ باندھی اور کھانا لیکر روانہ ہوا۔ جب نزدیک پہنچا لڑکے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر باندھے اور اسکے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر آواز دی کہ حضرت کھانا حاضر ہے حکم ہو تو لا کھائیں" لا کے لفظ کے ساتھ مردہ لڑکے کے بدن میں جنبش ہوئی اور وہ جی اٹھا اور کھانا لئے ہوئے دوڑا گیا باپ اور بیٹا دونوں خوشی خوشی واپس آئے اور تمام لوگ انگشت بدنداں رہ گئے سچ ہے ؎

اولیا راہست قدرت از آلہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

خدا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں

ایک دن حضرت دہلی کے میناروں کے متصل درس فرما رہے تھے کہ شہر کے لوگ کچھیو کی بے اندازہ ہجوم سے تنگ آکر آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ امسال ان کی وہ کثرت ہوتی ہے کہ کھانا پینا بیٹھنا اٹھنا اور سونا سب انھوں نے بدمزہ اور حرام کر دیا ہے آپ نے ایک کاغذ پر لکھ دیا کہ اے کھیو دہلی والوں کو تنگ نہ کرو ورنہ تم کو

اپنے سر سے جدا سمجھو! چنانچہ جب وہ فرمان حضرت کے ارشاد کے بموجب شہر پناہ کے دروازہ پر لگایا گیا تو مکھیاں دفعتہً کافور ہو گئیں اور نام کو بھی کوئی مکھی شہر میں نہ رہی تھوڑے دنوں کے بعد شہر میں وبائے عظیم شروع ہوئی جس سے سینکڑوں اور ہزاروں جانیں تلف ہونے لگیں لوگ پھر دوڑے آئے کہ حضرت خلق اللہ تباہ ہو رہی ہے دعا کیجئے یہ بلا دور ہو آپ نے فرمایا "فعل الحکیم لایخلوا عن الحکمت مکھیاں انسان کے بدن سے زہر چوستی ہیں جب وہ چلی گئیں تو زہر تم پر اپنا اثر کرنے لگا۔ اب اس کا علاج یہ ہے کہ وہ فرمان دروازے پر سے اُتار لو۔ جب وہ فرمان اُتارا گیا فوراً مکھیاں شہر میں آنی شروع ہوئیں اور وبا آہستہ آہستہ کم ہو کر بالکل نابود ہو گئی۔

شہزادہ مبارک خاں یعنی محبوب حضرت قلندر کا انتقال

سلطان علاؤ الدین شاہ دہلی ایک مرتبہ سیر و شکار کرتے ہوئے پانی پت میں آئے اور حضرت قلندر سے بھی ملاقات کی حضرت نے فرمایا علاؤ الدین خوب وقت پر آیا ہم کو تجھ سے کام تھا ہمارے واسطے ایک چھتری اور گنبد بنوا دو اور عمارت کے لئے ایسے معمار بلاؤ جو قرآن شریف کے حافظ ہوں بادشاہ نے فخر کے ساتھ اس فرمائش کو قبول کر کے عرض کیا حکم ہو تو کچھ کھانا حاضر کر دوں آپ نے فرمایا ہاں سرہری طعام تیار کراؤ جو ہمیں مرغوب ہے حضرت کی خدمت میں جب کھانا حاضر ہوا۔ تو آپ نے تھوڑا سا کھانے کے بعد ایک بوٹی چوس کر [illegible] یار دلنواز شاہ مبارک خاں کو دی کہ اسکو کنوئیں میں ڈالدو باقی تمام کھانا لشکر میں تقسیم کر دیا گیا چونکہ [illegible] باوجود جاننے کے شاہ مبارک خاں نے حضرت کی [illegible] اور چوسی ہوئی بوٹی کو کھالیا اسی وقت پیٹ کے درد سے وہ بیقرار ہوئی کہ ایک گھڑی نے

بعد حضرت قلندر صاحب کو خبر ملی کہ شاہ مبارک نے وفات پائی آپنے فرمایا "انا للہ وانا الیہ راجعون تیر بہدف رسید خدا کے ارادے کبھی نہیں ٹلتے"۔ پھر نعش کو اپنے پاس منگوایا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے اس سے خطاب کیا بابا مبارک تو ہمارے لئے عصائے پیری تھا اب ہماری ہمت ٹوٹ گئی" اے دوست بزم یار میں جانا مبارک ہو ہم بھی عنقریب تیرے پیچھے آتے ہیں پھر سلطان علاؤالدین سے فرمایا کہ مبارک خاں کے بائیں طرف ہمارے لئے بھی ایک چھتری نما گنبد بناؤ ہماری بیماریوں کے دن بھی آگئے ہیں ہم دونوں دوست اکٹھے رہینگے یہ واقعہ ۹ ماہ جمادی الثانی ۷۱۵ھ ہجری کا ہے ٭

حضرت قلندر کی عُمر اور اس کی تقسیم اوقات

حضرت قلندر کا سن مبارک ایک سو بائیس سال تک بیان کیا جاتا ہے اور کتابوں میں اس عمر کو چار حالتوں یا حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے اوّل حالت عالم شباب کی دوسری فتوی اور کتاب یعنی درس اور تدریس وغیرہ کی تیسری حالت مستی اور جلال کے عالم کی چوتھی سکوت محویت اور استغراق کے عالم کی۔

۹ رمضان المبارک ۷۲۴ھ ہجری کو موضع حضرت بڈھ کھیڑہ میں جو کرنال سے ۵ کوس کے فاصلہ پر ہے بعد نماز مغرب آپنے اس عالم فانی سے کوچ کیا۔ وفات کیوقت آپ بالکل تنہا تھے تیسرے دن کے بعد جب چند کمہارے قدمبوسی کے لیئے حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ حسرت ناک منظر دیکھ کر کرنال والوں کو خبر دی وہ ۱۲ رمضان کو آئے اور نعش مبارک کو اٹھا کر لے گئے اور کفن دفن کی تیاریاں کرنے لگے ٭

مقام مدفون پر نزاع اور فیصلہ

قصبہ پانی پت میں ایک صوفی مزاج بزرگ مولانا سراج الدین مکّی تھے ان کو اک غنودگی میں حضرت قلندر رنے فرمایا "کہ مولانا جلدی اُٹھو۔ ہم دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں ہم پانی پت میں اپنے دوست شاہ مبارک کے پہلو میں لیٹنا چاہتے ہیں جہاں چھتری نما گنبد ہمارے لئے موجود ہے کرنال والوں سے ہم کو چھڑاؤ" مولانا نے حضرت کے بھتیجے شیخ احمد زندہ پیر اور دیگر بزرگان پانی پت کو اس واقعہ سے خبر کی سب اکٹھے ہوکر کرنال اس وقت پہنچے جبکہ نعش مبارک کو غسل دیا جارہا ہے۔ حضرت شیخ احمد اور دیگر بزرگوں نے کہا کہ ہم نعش کو پانی پت لیجاکر دفن کرینگے کرنال والوں نے نعش دینے سے انکار کیا اور کہا کہ کرنال ان کی ولایت ہے اور ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضرت کا انتقال یہیں ہوا ہے مولانا مکّی نے کہا ہم حضرت مرحوم کے فرمان کے بموجب آئے ہیں تم قیل و قال نہ کرو شیخ احمد زندہ پیر ان کے وارث موجود ہیں وہ جہاں چاہینگے دفن کریں گے لیکن کرنال والوں نے نہ مانا اور کہا کہ تم مسلمان ان کے وارث ہیں آخر مولانا نے کہا کہ نعش مبارک ہی سے کیوں نہ دریافت کرلیا جائے جو جواب ملے اس پر عمل کرو۔ چنانچہ رات کو طرفین کے آدمی نعش مبارک کے گرد و پیش بیٹھ کر درود اور فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھنے لگے مولانا نے نعش مبارک سے مخاطب ہوکر کہا اے عاشق الٰہی کچھ ارشاد فرمایئے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ آواز آئی "کرنال اور پانی پت میں ہمارا ہمیشہ گذر رہا ہے اور اب بھی رہیگا ہم یہاں اور وہاں ہر جگہ حاضر ہیں لیکن ہم پانی پت میں قیام رکھنا چاہتے ہیں کرنال والے اس پر بھی راضی نہ ہوئے پھر حضرت کا منظور نظر

قوال بلاول مالی کوس راگنی گانے لگا جب وہ عین جوش میں آیا تو حضرت کا ہاتھ کفن سے باہر ہو گیا اور بدن مبارک جنبش کھانے لگا مولانا ممّی نے شریعت کی پاسداری کو ملحوظ رکھ کر مطرب کو گانے سے منع کیا۔ لیکن کرنال والے پھر بھی رضامند نہ ہوئے آخر مولانا نے کہا کہ اچھا نعش کو اٹھا کر لیجاؤ جب وہ اُٹھانے لگے تو نعش مبارک کسی سے نہ ہل سکی جب پانی پت والوں نے جنازہ کو اُٹھایا تو پھول سے بھی ہلکا معلوم ہوا کرنال والوں نے نادم ہو کر اجازت دیدی وہ آنجناب کو پانی پت میں لائے اور مقررہ گنبد میں انہیں دفن کر کے ظاہری طور پر "قلندری" کا خاتمہ کر دیا۔

تمّت

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

سلسلہ مشاہیر اسلام صوفیۂ کرام نمبر ۵

خواجہ سلیمان

یعنی حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ

کے حالات زندگی

مرتبہ کارپردازان رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات نے

بار سوم

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور (؟) روانہ

تعداد جلد ایکہزار

باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب مالک و منیجر چھپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حالات و مقالات حضرت خواجہ محمد سلیمان

تونسوی علیہ الرحمۃ

خاندان اور ولادت

آپکا خاندان افغان قوم کے قبیلہ جعفر سے تعلق رکھتا ہے آپ کے والد کا اسم گرامی زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خاں بن خان محمد تھا۔ چونکہ آپ افغان تھے اس لئے اس علاقہ میں روہیلہ کے نام سے پکارے جاتے تھے یہ خاندان موضع گڑگوجی واقع کوہ درگ میں اقامت گزین تھا کوہ درگ تونسہ شریف سے بجانب غرب تیس کوس کے فاصلہ پر ہے اس وقت جب اسلامی سلطنت کے ساتھ اسلامی شان و شوکت بھی ہندوستان سے رخصت ہو رہی تھی جب مغلیہ سلطنت کی وسعت قلعہ دہلی کی حکومت تک محدود ہو گئی تھی جب اکبر شاہ

ثانی کی بسر اوقات بارہ لاکھ روپیہ پنشن پر تھی۔ جب پنجاب اور ملتان میں سکھوں کی حکومت اپنا رعب جما رہی تھی! ور جب انگلستان کے تاجر سوداگری کا لباس اُتار کر ہندوستان کے کثیر حصے کے مالک ہو چکے تھے ٹھیک اسی وقت بی بی زلیخا کے شکم سے وہ نور چمکا جس کی شعاعیں ہندو سندھ سے خراسان و عرب تک پہنچیں یعنی ۱۱۸۴ھ ہجری میں حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب موضع گڑگوجی میں پیدا ہوئے آپکا ایک بھائی خواجہ یوسف اور چار ہمشیرگان تھیں آپ کی بہنوں کی اولاد کثرت سے تھی۔

آپ مادرزاد ولی تھے

اس کی صداقت میں کئی حکائتیں اور روائتیں مشہور ہیں بخوف طوالت صرف ایک نقل کی جاتی ہے۔ نقل ہے کہ ایک دن بی بی زلیخا اور عورتوں کے ہمراہ کوہ گڑگوجی کے ایک چشمے سے پانی بھر کر واپس آرہی تھیں کہ رستے میں ایک فقیر ملا۔ اس نے مائی صاحبہ کو (جو اسوقت حاملہ تھیں) دیکھ کر فرمایا کہ اس بی بی کے پیٹ میں بادشاہ دو جہان ہے جو اپنے وقت کا سلیمان زمان ہوگا اور جس سے ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچیگا یہ بات کہہ کے وہ فقیر کہیں ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا یہ بھی مذکور ہے کہ مائی صاحبہ نے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بقعہ نور آسمان سے میری گود میں اُترا ہے جس سے تمام گھر روشن ہو گیا ہے لوگ مجھے مبارکباد دینے آئے ہیں تھوڑے دنوں کے بعد اس خواب کی تعبیر پوری ہو گئی یعنی آفتاب معرفت حضرت خواجہ صاحب پیدا ہو گئے۔

یتیمی اور تعلیم

حالت شیر خوارگی ہی میں حضرت خواجہ صاحب سایہ پدری سے محروم ہو گئے چار سال کی عمر تھی۔ کہ ملا یوسف جعفر کے پاس آپ کو آپکی والدہ نے پڑھنے کو بھیجا وہاں نصف قرآن مجید پڑھ چکنے کے بعد (کیونکہ ملا یوسف پند رہ سیپاروں سے زیادہ نہیں پڑھا تھا) آپ اپنے ایک ہمقوم کے ہاں جس کو حاجی صاحب کہتے تھے اور جس نے باطنی کعبہ کا بھی حج کیا ہُوا تھا پڑھنے کو چلے گئے حاجی صاحب کی عورت نہایت تند خو اور بد مزاج تھی حاجی صاحب کے علاوہ خواجہ صاحب سے بھی ہمیشہ لڑتی اور بُرا بھلا کہا کرتی تھی۔ حضرت صاحب نے قرآن شریف اور ایک دو فارسی کی اور کتابیں پڑھی تھیں کہ حاجی صاحب نے کہا میری عورت تم کو پڑھنے نہیں دیتی جاؤ حوالہ بخدا تونسہ میں جاکر میاں حسن علی کے پاس پڑھو پھر حضرت کو ان کے صاحب اقبال اور بزرگ کامل ہونے کی خوشخبری دی اور بعدازاں حضرت خواجہ کو وصیت کی کہ میرے فرزند عزیز کو علم رزق اور ایمان سے مدد کرنا اور دل و جان سے اسکی پرورش کرنا کیونکہ یہ ظالم عورت میرے بعد اپنا نکاح کرکے میرے فرزند کو تنگ کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا حضرت خواجہ صاحب نے اپنے اُستاد کی وصیت پر پورا پورا عمل کیا اور اپنے عہد خلافت میں اپنے اُستاد زادہ کی ہر طرح خاطر کی بلکہ جب وہ مرنے کے قریب ہُوا تو آپ اسوقت وہیں موجود تھے +

حضرت خواجہ صاحب کی گدائی اور مزدوری

حاجی صاحب کے ہاں بھی حضرت بچھڑے وغیرہ باہر کھیتوں اور جنگلوں میں جاکر چرایا کرتے تھے شام یا دن کے پہلے حصہ میں سبق پڑھا کرتے تھے میاں حسن علی بھی آپ سے

نہایت شفقت کیا کرتے تھے ان کے مدرسہ میں جسقدر طالب علم تھے وہ سب گدائی یا مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالا کرتے تھے جب خواجہ صاحب وہاں گئے تو آپ کو بھی حکم ہوا کہ گدائی کرکے اپنا پیٹ پالو۔ حضرت بڑے حیران تھے کہ مجھے تو گدائی کا ڈھب بھی نہیں آتا میں کیا کروں لگا چونکہ مجبوری تھی۔ اسلئے آپ کو جانا پڑا۔ سب سے پہلے آپ کو ہندو بقال کا گھر نظر آیا اس کی عورت چوکے میں بیٹھی روٹیاں پکا رہی تھی حضرت نے فرمایا مجھ کو روٹی دے اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپنے آگے بڑھ کر ایک روٹی اٹھالی اور چلتے بنے اس کا خاوند شکائیت لیکر حضرت کے اُستاد کے پاس آیا اور کہا یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جس نے ہمارے چوکے کا ستیاناس کر دیا ہے اُستاد نے کہا رہیلے یہ کیا کیا آپنے کہا میں نے روٹی مانگی اس نے نہیں دی میں زبردستی لے آیا میاں حسن علی نے کہا تم کو گدائی کرنی نہیں آتی تم مزدوری کیلئے جایا کرو۔ تاکہ وہ پیسے تمہاری روٹی کپڑے اور کتابوں کے کام آئیں۔ چنانچہ دوسرے دن آپنے یومیہ مزدوری پر گئے اور بجائے کام کرنے کے ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گئے دوسرے دن مزدوروں نے شکائیت کی کہ اس کو مزدوری نہیں ملنی چاہیئے لیکن حاکم نے کچھ توجہ نہ کی اور دو آنے دیدیئے ان دنوں اناج سستا تھا حضرت نے ۲ کا آرد گندم لیکر اور اس کی روٹیاں پکوا کر آپ بھی کھائیں اور باقی فی سبیل اللہ تقسیم کر دیں استاد کو جب یہ حال معلوم ہوا تو کہا مزدوری کو بھی نہ جایا کرو میرے گھر سے کھالیا کرو۔

طوائفوں کا ناچ

تونسہ شریف میں زمینداروں نے ایک شادی کی تقریب پر طوائفوں کا ناچ کرایا حضرت بھی کہ سن مبارک بارہ چودہ سال سے زیادہ نہ تھا تماشہ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے بہت رات تک تماشا ہوتا رہا۔ تماشا ختم ہوگیا۔ سب لوگ گھروں کو چلے گئے حضرت پر بوجہ کم عمری نیند

غالب آگئی آپ وہیں سو گئے خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سفید ریش بزرگ نے منہ پر ایک طمانچہ مارا ہے اور کہتا ہے تو نے کیوں غیر شرح کام کیا اور رنڈی کے ناچ میں کیوں شامل ہوا آپ فوراً بیدار ہو گئے طمانچہ کا نشان صبح تک موجود تھا۔

روایت ہے کہ جب ایک عرصہ کے بعد قبلۂ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے بیعت کی تو آپ نے ان کو پہچان کر کہا فی الواقع یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے ایک کنجری کا ناچ دیکھنے پر مجھے طمانچہ مارا تھا۔

بچپن میں غیر معمولی باتیں

دوران طالب علمی میں بھی آپ کی ذات والاصفات سے اکثر غیر معمولی باتیں جو انسانی طاقت سے باہر ہیں ظاہر ہوتی رہیں جن لوگوں کو خدا نے چشم بصیرت اور دل روشن عطا کیا تھا وہ سمجھتے تھے کہ ایک زمانہ آئیگا کہ ایک عالم اس کے فیض اور نور سے سیراب و منور ہوگا۔ ہم اختصار کے طور پر یاران طریقت کے لئے صرف ایک دو باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ذکر ہے کہ مولوی نور احمد صاحب خلیفہ اعظم حافظ جمال الدین صاحب ملتانی سنگھڑ آ رہے تھے حضرت خواجہ صاحب سے رستہ میں ملاقات ہوگئی باوجودیکہ اس سے پہلے کوئی ملاقات اور جان پہچان نہ تھی گھوڑے سے اُتر پڑے اور معانقہ کیا اور باوجود خود ضعیف ہونے کے خواجہ صاحب کو سوار کرادیا اور ظاہر کی آنکھ والوں کو تبلادیا کہ واقعی ولی را ولی میشناسد۔ حافظ صاحب کے ایک مرید میاں احمد کھوکھر نے اپنے پیر سے کہا کہ حضرت آپ ضعیف ہیں اور اس جوان قوی تن کو گھوڑے پر سوار کرادیا ہے اب آپ خود سوار ہوں حافظ صاحب نے جن کو نارووالا صاحب بھی کہتے تھے میاں کھوکھر کی طرف غضبناک نظر سے دیکھا اور فرمایا خاموش رہو بے ادب! تو ان کی شان سے واقف نہیں ہے۔

گر بر سر و چشم من نشینی ‏ ‏ نازت بکشم کہ نازنینی

میاں غلام رسول خاں ماکو افغاں اپنے اُستاد مولوی فضل الٰہی کی زبانی روائیت کرتے ہیں کہ میرے اُستاد اور خواجہ صاحب ہم جماعت تھے پندنامہ شیخ عطار ہمارے زیر مطالعہ تھا میں دیکھتا تھا کہ حضرت صاحب عمدہ یوں کی طرح آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے رہتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز گم ہوگئی ہے اس کی تلاش میں ہیں پھر سبق کی طرف متوجہ ہوتے اور دو دو ورق پڑھ جاتے حضرت صاحب لانگھ میں بھی (جو تونسہ سے بفاصلہ پانچ کوس برلب دریا واقع ہے) مولوی ولی محمد صاحب سے پڑھتے رہے ہیں۔

ذکر ہے کہ ایک ہندو عورت کی لڑکے کے ہاتھ پاؤں شل ہوگئے تھے بہت علاج کئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضرت کے پاس کہ ابھی طالب علم ہی تھے طالب دعا ہوئی آپ نے فرمایا اس مسجد میں چند دنوں تک روزمرہ چراغ جلایا اور جھاڑو دیا کرو چنانچہ ایسا کرنے کے بعد لڑکی بالکل تندرست ہوگئی۔

مرشد مرید کی تلاش میں

حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قبلۂ عالم سے فرمایا کہ جنوب اور مغرب کی جانب ایک کوہستانی شہباز پر پرزے نکال رہا ہے کسی نہ کسی طرح اس کو اپنے جال میں پھنساؤ۔ اس کا ہاتھ میں آنا دونوں جہاں کی نعمت کے برابر ہے یہ شہباز اپنے وقت کا سلیمان ہوگا ہماری اور تمہاری برکتوں کا وارث ہوگا قبلہ عالم ہر سال اپنے مرشد کے حکم کے موافق اوچ اور کوٹ مٹھن کی طرف اپنے شکار کی تلاش میں جایا کرتے تھے لیکن سوائے میاں محمد حسین مرحوم اپنے بے تکلف محرم راز کی ہر ایک سے اس اسرار کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اللہ اکبر! کیا پوچھنا ان مریدان بابرکت کی عزو شان کا

جن کی تلاش میں اور جن کے دیدار کے لئے ان کے مرشد و آقا ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہوں کیا خوب فرمایا ہے حضرت امیر مینائی نے ؎

حُسن بے پردہ ہے عاشق کا پتہ ملتا نہیں فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہیں

بیعت

چند مہینے لانگھ میں رہ کر حضرت کوٹ مٹھن تحصیل علم کے لئے چلے آئے انہیں دنوں خواجہ مہاوری بھی اپنے شہباز کی تلاش میں جنگل اور بیابان طے کر کے اوچ میں تشریف لے آئے تھے کوٹ مٹھن سے جب حضرات عظام اور خلفائے کرام قبلۂ عالم کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے تو خواجہ صاحب بھی ہمراہ ہو گئے جب وہاں پہنچے تو حضرت قبلہ عالم کا مرید صادق اور مقبول رو بہیا حالت وجد ذوق میں تھا۔ اتنے میں آواز آئی کہ مخدوم نوبہار سجادہ نشین حضرت سید جلال الدین بیعت کے لئے آرہے ہیں آپ حیران ہوئے کہ قبلۂ عالم میں کس قدر سحر اور جادو کا زور ہے کہ خلق اُمڈی چلی آرہی ہے غرض مخدوم صاحب کی بیعت کے بعد حضرت خواجہ صاحب کو قبلۂ عالم نے بیعت فرمایا اور وظیفہ کی تلقین کی۔ روائیت ہے کہ آپ نے مولوی محمد حسین صاحب سے فرمایا کہ ہم کو مبارک ہو کہ وہ شہباز عقل جس کے لئے سال بسال ہم کو سفر کرنا پڑتا تھا اب ہمارے دام میں آگیا ہے +

بیعت کے فوائد

ہمارے آجکل کے انگریزی خوان پیری مریدی اور بیعت کے سلسلہ حقہ کو ایک فضول بات سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور چشم بصیرت عطا کرے اور توفیق دے کہ وہ تعلیم

دنیا کے ساتھ تعلیم دین بھی حاصل کریں بیعت کے فوائد بیشمار ہیں ہم چند ایک مختصر طور پر گوش گذار کرتے ہیں۔ فرض کرو۔ دو چھریاں ہیں۔ خواہ وہ کیسی ہی زنگ آلود کیوں نہ ہوں ایک دوسرے پر رگڑو گے تو صفائی تیزی اور چمک ان میں ضرور پیدا ہو گی دیا سلائی کو رگڑو گے ضرور شعلہ نکلے گا جو تمام گھر میں نور پھیلائے گا۔ اسی طرح کسی نیک آدمی سے تعلق پیدا کرنا دل میں نور صداقت پیدا کرتا ہے جو تیرہ دلوں کے لئے شمع راہ بنتا ہے جب معمولی باتوں میں یہ حال ہے تو سوچو جب وہ قطب الاقطاب وہ آفتاب معرفت دور منور ان حقیقت "من تو شدم تو من شدی" کے مصداق ہو جائیں تو ان کے دل میں کیوں وہ نور پیدا نہ ہو جس سے آفتاب ظاہری بھی ماند ہو جائے ایک شاخ خواہ کیسی ہری ہو جب تک درخت سے اس کا تعلق نہ ہو گا وہ ایک دن ضرور خشک ہو گی۔ جو بھیڑ ریوڑ سے الگ ہو گی۔ وہ خواہ کتنی ہی موٹی تازی ہو ضرور ایک دن بھیڑیئے کا شکار ہو گی +

خواجہ صاحب کی دہلی میں تشریف آوری

محبت الٰہی اور شوق علم اس کا نام ہے کہ جب سے علم کی تلاش میں گھر سے نکلے در جوں جوں بزرگان دین سے ملاقات ہوتی گئی۔ آنکھیں روشن اور دل منور ہوتا گیا سولہ برس کی عمر بھی کوئی عمر ہے اس عنوان شباب میں یہ خدا کا پیارا اپنے پیر و مرشد کے حکم سے حضرت مولانا فخر الدین کی زیارت کے لئے براہ دلاور۔ جودھپور۔ اجمیر۔ جے پور اور ریواڑی ہوتے اور خواجہ دو جہاں اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عالی سے فیضیاب ہوتے ہوئے ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۳ء میں دہلی پہنچا۔ آفتاب کی وہ تمازت کہ پرندوں تک نے درختوں کی ٹہنیوں میں پناہ لے لی۔ ریگستان کا وہ عالم کہ میلوں تک پانی ندارد نہ سواری نہ کوئی دوست لیکن یہ محبوب سبحانی سلیمان ثانی کمال ذوق و شوق سے قبلۂ عالم کا حکم بجا لا رہا ہے اور

سفر کی صعوبتوں اور راستے کی تکلیفوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا لیکن حضرت خواجہ ابھی ریلاڑی ہی پہنچے تھے کہ مولانا کا انتقال ہو گیا آپ نے چشتی تاج محمود صاحب بیکانیری اپنے معتقد خاص سے یہ وصیت کر دی تھی کہ ایک شخص سلیمان نام حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کے خادموں سے ہماری ملاقات کو آئیگا چونکہ مشیت ایزدی میں ظاہری ملاقات نہیں ہے اس لئے اس کو میرا اسلام پہنچانا اور یہ عَلم فولادی میری طرف سے پیش کرنا چنانچہ چشتی تاج محمود صاحب نے اسی طرح کیا۔ نقل ہے کہ آپ کا غنچہ شوق زیارت اپنا اثر دکھا گیا یعنی آپ کو ظاہری مُلاقات بھی ہو گئی۔ مولانا کا ایک دانت شہید ہو گیا تھا اور انکی وصیت تھی کہ اس کو بھی ہمارے منہ میں رکھ کر دفن کیا جائے لیکن لوگوں کا خیال نہ رہا۔ آٹھ دس دن کے بعد خیال آیا اور قبر کھول کر دانت مبارک بھی دفن کیا جس سے حضرت خواجہ صاحب نے حضرت مولانا مرحوم کی اچھی طرح زیارت کر لی غرض آپ چالیسویں تک دہلی میں مقیم رہے۔

واپسی کی کچھ کیفیت

چالیسیا قحط یعنی سمبت ۱۸۴۱ بکرمی قحط مشہور ہے جبکہ بسبب قحط سالی اور گرسنگی کے شہر دہلی کی خندقیں مُردوں سے پُر ہو رہی تھیں۔ اسی زمانہ میں آپ واپسی کے ارادے سے روانہ ہوئے چونکہ قحط بیحد و حساب تھا۔ چاروں طرف ڈاکہ زنیاں ہو رہی تھیں راستے میں آپکو بھی تین خوفناک ڈاکو ملے۔ لیکن خدا کی قدرت سے آپ کو کسی نے کچھ نہ کہا قصبہ کانو ومیں جب آپ تشریف لائے تو یہاں نواب نجیف خاں کا ایک کاردار علی محمد خاں افغان نام رہتا تھا جو ۲۰۰ سو سوار بھی رکھتا تھا۔ کہنے کو امیر تھا۔ حاکم تھا سب کچھ تھا لیکن دل دنیا کی آلائشوں سے پاک اور تعلقات ظاہری سے متنفر تھا۔ وہ فقیر کامل اور پورا اہل باطن تھا۔ باوجود شان و شوکت اور امیرانہ ٹھاٹھ کے حضرت خواجہ صاحب کے پاس روز ایک مسجد

میں اُترے ہوئے تھے) دوڑا آیا۔ السلام علیک کہا معانقہ کیا اور اسی طرح حال پوچھا جیسے برسوں کا واقف ہے اس نے حضرت کی پرتکلف دعوت کی حضرت فرماتے ہیں جب نماز عشا کے بعد لوگ سو گئے اور میں مراقبہ میں گیا تو دیکھا کہ ایک شخص لباس درویشانہ میرے سامنے کھڑا ہے اس کے چہرہ سے نور ایمان برس رہا ہے مجھ سے کہتا ہے قزاقوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب بچایا۔ حضرت مولانا کی ظاہری زیارت بھی کرادی یہاں یہ ہوا اور وہاں وہ ہوا۔ غرض سب کچھ سُنا دیا خواجہ صاحب حیران کہ الٰہی یہ معاملہ کیا ہے آخر گھبرا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اس نے جواب دیا میں وہی امیر ہوں جس نے آج شام کو آپ کی دعوت کی تھی شاہ عزت اللہ نقشبندی کا مرید ہوں آپ نے فرمایا فقیر ہو کر تو نے امیرانہ ٹھاٹھ کیوں رکھا ہے اس نے کہا کیا کروں مرشد کا حکم یہی ہے غرض وہ خواجہ صاحب کو اپنے خیمہ میں لیگیا اور پہرہ داروں میں سے کوئی مزاحم نہ ہوا حضرت نے وہاں دیکھا کہ عالیشان پلنگ بچھا ہوا ہے پاس ایک مصلیٰ ہے اور پلنگ کے نیچے اینٹیں رکھی ہوئی ہیں۔ تاکہ خواب غالب نہ ہو جائے اس نے ایک لڈو حضرت کو کھانے کے لئے دیا کہ آدھا تم کھالو اور آدھا ایک شخص تم کو راستے میں ملیگا اس کو دیدینا اور زاد راہ کے لئے ایک ہنڈی بیکانیر میں کسی کے نام پر لکھ دی حضرت خواجہ یہاں سے رخصت ہو کر تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ ایک شخص ملا اور کہنے لگا! میاں صاحب ہمارے حصے کا لڈو کہاں ہے آپنے اسکو لڈو دیدیا۔ اور وہ لڈو لیکر غائب ہو گیا۔ اسی طرح ایک جگہ آپ کی جماعت رستہ بھول گئی اور جہاں سے چلی تھی واپس آنی شروع ہو گئی۔ ایک شخص دونوں ہاتھ ہلاتا ہُوا آیا اور کہنے لگا آپنے غلط رستہ اختیار کیا ہے اس طرف کو ہو جایئے تعجب یہ ہے کہ اس وسیع جنگل میں کہیں بھی آدمی کا نام و نشان نظر نہ آتا تھا +

مجلس سماع اور حالت وجد

غرض آپ مہار شریف پہنچے ایک دن دیوان حافظ بلند آواز سے خوش الحانی کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ حضرت قبلۂ عالم تشریف لے آئے اور فرمایا یہ کیسا شور ہے خواجہ صاحب نے بپاس ادب کچھ جواب نہ دیا۔ قبلۂ عالم نے پھر دریافت فرمایا تو آپ نے کہا دیوان حافظ کو پڑھ رہا تھا۔ فرمایا کچھ ہم کو بھی سناؤ آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

کمال صنعت مشاطہ شائد   کہ روئے زشت را زیبا نماید

قبلۂ عالم بہت خوش ہوئے اور فرمایا اب ہم سے سنو اور یہ شعر پڑھا ؎

بگو کہ پیر شدی ذوق عاشقیت نماند   شراب کہنہ ما مستئ دگر دارد

نقل ہے کہ ایک دن نواب غازی الدین خاں نظام الملک کے ہاں جو قبلۂ عالم کا پیر بھائی بھی تھا مجلس سماع تھی حضرت قبلۂ عالم اور حضرت خواجہ صاحب کے علاوہ اکثر خلفا اور مریدان باصفا بھی حاضر تھے قوالوں نے حضرت جامی کی یہ مشہور غزل شروع کی ؎

اے ترک شوخ اینہمہ ناز و عتاب چیست   با دل شکستگان ستم بے حساب چیست

از مدرسہ بہ کعبہ روم یا بہ میکدہ   اے پیر راہ بگو کہ طریق ثواب چیست

جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی   بر خرقۂ تو اینہمہ داغ شراب چیست

از مدرسہ بکعبۂ پر حضرت خواجہ صاحب کو ایسا وجد طاری ہوا کہ آنکھوں سے خون کے فوارے جاری تھے اور حضرت قبلۂ عالم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر ان کا طواف کرتے تھے قبلۂ عالم نے یہ نوبت دیکھ کر قوالوں کو منع کیا اور کہا بس کرو کہ ہمارا فقیر مرا جاتا ہے +

آپ کی والدہ کی بیقراری اور حضرت قبلۂ عالم کا اضطراب آپکی ملاقات کیلئے

کس ماں کا حوصلہ ہے کہ اپنے چھوٹے سے یتیم بچے کو اپنی نظر سے ایک دو مہینوں یا برسوں کے لئے نہیں بلکہ کئی سالوں کے لئے جُدا کرے حوصلہ اور یہ ضبط اللہ تعالیٰ نے بی بی زلیخا ہی کو دیا تھا کہ تحصیل علم کی خاطر برسوں اپنے جگر کے ٹکڑے کو آنکھوں سے اوجھل رکھا۔ حضرت دہلی۔ اجمیر۔ جے پور غرض سب جگہ پھر آئے لیکن والدہ مکرمہ کی خدمت میں ابھی تک حاضر نہ ہوئے تھے۔ بی بی زلیخا نے آپ کی تلاش میں اپنے داماد کو اطراف واکناف میں بھیجا وہ ملتان میں حضرت خواجہ صاحب کو جہاں حضرت اپنے مُرشد کے ایک کام کے لئے آئے ہوئے تھے ملا۔ اس نے والدہ کا اشتیاق ظاہر کیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلئے میں تمام جنگلوں اور مُلکوں کی خاک چھان چکا ہوں حضرت نے فرمایا والدہ صاحبہ کو آداب و سلام کہنا میں اپنے مُرشد سے اجازت لیکر بہت جلد آتا ہوں ذکر ہے کہ حضرت کی والدہ اس لئے بیقرار تھیں کہ ان کا بڑا لڑکا یوسف انتقال کر چکا تھا غرض جب حضرت خواجہ صاحب واپس مہار شریف لائے تو بغیر ان کے کہنے کے خود ہی قبلۂ عالم نے کشف باطنی سے کام لے کر فرمایا کہ اے روہیلے تیری والدہ تیرے فراق میں ازبس نڈھال ہے۔ جا اس کے دل کو سرور اور آنکھوں کو ٹھنڈک دے۔ لیکن خیال رہے ہماری یاد سے غافل نہ ہو جانا آخر چند دنوں کی مسافت کے بعد خواجہ صاحب نے والدہ کی خدمت میں قدمبوسی حاصل کی جب انہیں اپنے بھائی کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو بہت افسوس کیا اور دیر تک روتے رہے ایک عرصہ کے قیام کے بعد جب قبلۂ عالم کے دیدار کا اشتیاق

غالب ہوا۔ تو رخصت طلب کی لیکن نہ والدہ نہ خویش واقربا غرض کوئی بھی نہ مانتا تھا ادھر قبلۂ عالم مہاروی کو بھی آپکا فراق ناگوار تھا وہ بھی چاہتے تھے کہ ہمارا مقبول و منظور خلیفہ جو خدا کا برگزیدہ اور خلق خدا کو فیض پہنچانیوالا ہے ہمارے سامنے ہی رہے قبلۂ عالم نے توجہ باطنی سے جب خواجہ صاحب کو یاد کیا تو ان کی تڑپ اور بھی زیادہ ہوگئی جب ان کے خویش واقربا نے دیکھا کہ رات کو یہ کسی وقت بھاگ نہ جائیں تو کوہ درگ کے برج کلاں کے گرد جس میں خواجہ صاحب رہتے تھے خاردار کانٹے بچھا دیئے اور رات کو تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ان پیشبندیوں کے علاوہ برج کے نیچے ایک خندق بھی تھی جس سے ہر طرح کا اطمینان تھا لیکن جب عشق غلبہ پر آتا ہے تو بڑے بڑے جنگل میدانوں وسیع جنگلوں خوفناک بیابانوں اور دل شکن مصیبتوں کو طے کر کے ع

سمندر چیرتا ہے کوہ سے دریا بہاتا ہے

آپ بھی اس غلبے سے مجبور ہو کر برج سے خاردار فرش پر بقول مشہور یہ کہتے ہوئے ؎

شب تار است وگرداوئے ایمن درپیش　　دشتِ صحرا مدوے خارِ مغیلاں مردوے

کود پڑے اور معمولی چوٹ تک بھی نہ لگی آپ وہاں سے روانہ ہو کر اور چالیس کوس کا فاصلہ طے کر کے تیسرے دن مرشد قبلۂ عالم کی خدمت میں جا پہنچے ایک سال کے بعد پھر والدہ صاحبہ کی زیارت کو گئے اور پھر اسی طرح اجازت لیکر آتے جاتے رہے +

خلافت کس طرح قبول کی

جب حضرت قبلۂ عالم کے وصال کے دن نزدیک آئے تو اس وقت حضرت خواجہ صاحب اپنی والدہ صاحبہ کے پاس اپنے وطن میں تھے قبلۂ عالم نے بہت دفعہ یاد فرمایا کہ ہمارے رودبیلے کی کوئی خبر ہے لوگ جواب دیتے کہ حضرت ابھی تک نہیں آئے ادھر ان کے

دل میں بھی کشش ہوئی رستے میں ایک برقعہ پوش عورت ملی اس نے کہا رو ہیلے جلد جاؤ قافلہ تیار ہے وہ دوڑے لیکن آئے کشتی موجود نہ تھی سارا دن انتظار کرنا پڑا آخر جبکہ بالکل ناامید ہی ہو گئے تو ایک خوش شکل نوجوان نے غیب سے ظاہر ہو کر آواز دی کشتی تیار ہے آپ کدھر پھر رہے ہیں جلدی آیئے غرض حضرت مع اپنے ایک پیر بھائی کے اس پر سوار ہوئے اس شخص نے کرایہ تک بھی نہ لیا حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں جب پہنچے تو انہوں نے گھر بار اور والدہ کی خیریت دریافت فرمانے کے بعد نظر توجہ آپکی طرف منعطف کی لکھا ہے کہ آپکے چہرہ کا رنگ کبھی زرد اور کبھی سُرخ ہوتا تھا اتنے میں مہتمم لنگر خانہ میاں غلام رسول نے کہا خواجہ صاحب کھانا تیار ہے حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا یہ روٹی کھا چکے ہیں۔ لکھا ہے کہ اس روٹی سے مراد غذائے روح اور غذائے باطنی تھی جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

گر خوری یک لقمۂ از نان نور　　خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور

مہتمم نے کہا کہ میاں صاحب آیئے آپکے لئے کوئی حجرہ خالی کرادوں قبلۂ عالم نے فرمایا سب حجرے تھوڑے دنوں تک خالی ہوجائینگے جب وصال محبوب کے اشتیاق کی آتش حضرت قبلۂ عالم کے دل میں شعلہ زن ہونے لگی تو خواجہ صاحب کو بلایا اور کہا ہم اپنی طرف سے نہیں خدا و رسول کے حکم سے خلافت تم کو سپرد کرتے ہیں اس بار گراں کے قابل تمہارے سوا کوئی نظر نہیں آتا آپنے عرض کیا مجھ میں اس ذمہ واری کی استطاعت نہیں زمانہ کے لوگ سخت دل اور سیاہ دل ہیں غرض وہ اصرار کرتے تھے اور آپ انکار کئے جاتے تھے اسی حالت میں ایک دن خواجہ صاحب کو زیارت رسول صلعم نصیب ہوئی ارشاد ہُوا تم خلافت سے کیوں انکار کرتے ہو عرض کیا میں اس کے قابل نہیں فرمایا ہم کہتے ہیں قبول کر لو۔ عرض کیا اس شرط پر منظور ہے کہ میرے سب مریدوں کو عذابِ دوزخ سے مامون و مصئون رکھا جائے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ میں بارگاہ ایزدی میں ان کی سفارش کرونگا غرض حضرت قبلۂ عالم سے جب خواجہ صاحب نے اپنی قبولیت خلافت ظاہر کی تو آپنے تبسم کرکے فرمایا میں نے تم سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ

خدا ورسول کا حکم ہے میں اپنی طرف سے خلافت نہیں دیتا غرض اس دن سے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کیا خواجہ صاحب کو پانچ چھ سال تک حضرت قبلۂ عالم سے صحبت ظاہری رہی وفات کے بعد مزار مبارک پر چھ چھ ماہ بلکہ بقول بعض نو نو ماہ تک معتکف رہتے اور فیض باطنی حاصل کرتے رہے۔

نواب بہاولپور کی عقیدتمندی

خواجہ صاحب نے جب بوجہ ضعیف و پیری حضرت قبلۂ عالم کے عُرس میں جانا موقوف کر دیا کیونکہ گھوڑی وغیرہ کی سواری سے بھی معذور تھے تو نواب محمد بہاول خان عباسی نے عرض کی قبلہ ارشاد ہو تو پالکی تیار کرائی جائے کہار اُٹھا کر لیجایا کرینگے کوئی تکلیف محسوس ہو گی آپ نے فرمایا نواب صاحب آپکی بڑی مہربانی ہے لیکن میں ہر دم آزاری کے ذریعے اپنے ہمجنسو نکے اوپر چڑھ کر اپنے پیر کے عُرس پر جانا نہیں چاہتا آپ ایک دفعہ سُلطان پور میں مقیم تھے کہ نواب بہاولپور بھی قدمبوسی کو حاضر ہوئے حضرت خواجہ صاحب کسی وجہ سے ناراض تھے نواب صاحب چادر گلے میں ڈال کر سر و پا برہنہ کھڑے تھے آپ نے توجہ بھی نہ کی نواب صاحب نے عرض کیا میں حضور کا مرید ہوں فرمایا کس سلسلہ میں ہو اور کس نے تم کو مریدوں میں داخل کیا ہے نواب صاحب نے کہا سلسلہ چشتیہ میں قاضی عاقل محمد صاحب کی بیعت میں ہوں آپ نے فرمایا کشتی میں ہزاروں من اسباب ہوتا ہے اگر میخ بھی نکل جائے تو کشتی غرق ہو جاتی ہے یہی حال پیری مریدی کا ہے پیر ستو بار مُرید کو مرتا کہے تو اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا لیکن اگر مرید ایک دفعہ بھی دل میں میل لائے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی کشتیٔ ایمان غرق ہو جاتی ہے تو نے صاحبزادہ صاحب مہاروی کو لکھا کہ میں مُرید نہیں ہوں تمہارے والد نے ہمارے پیرزادہ صاحبزادہ نور محمد کو شہید کیا اور صاحبزادہ کے لواحقوں اور وہاں کے ہندوؤں سے بارہ سو روپے جُرمانہ وصول کیا میرے آدمیوں کو تیرے مُلازم تنگ کرتے ہیں علما فقرا کا تو منکر ہے اور پھر پوچھتا ہے کہ خفگی کا باعث

کیا ہے نواب صاحب نے اپنے خزانچی کو پہلے دو ہزار روپے اور پھر گھوڑی کے زرین زین لانے اور حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی خواجہ نور احمد سے دست بستہ التماس کی کہ خدا کے لئے میرا قصور معاف کراؤ حضرت صاحب نے اپنے مرشد زادے کی سفارش سے نواب صاحب کا قصور معاف کیا اور فاتحہ خیر بڑھا اور کہا کہ مہربانی کر کے اس بلا کو یعنی زین کو باہر پھینک دو ہم خدا کی عبادت کرینگے یا اس پر پہرہ کی چوکی دینگے +

عالم جنّات اور حضرت خواجہ صاحب

خواجہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے وہ درجہ اور مرتبہ عنائیت کیا تھا کہ ملائک رشک کھاتے تھے اور تمام جن وانس سلسلہ غلامی میں داخل ہونا موجب نجات سمجھتے تھے۔ لکھا ہے ایک شخص اپنی عورت کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ اس پر جن ہے اس سے خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے جن عورت کو چھوڑ دے جن نے عرض کی میرا بیٹا بیمار ہے اسکے لئے تعویذ عنائیت ہو۔ آپنے فرمایا۔ بیٹا بیمار ہے تو عورت کو تنگ کرنے سے کیا مطلب اس نے عرض کیا کہ مجھ کو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہونے دیتے تھے اسلئے اس عورت کے لباس میں حاضر ہوا ہوں غرض حضرت نے تعویذ لکھ دیا۔ عورت فی الفور تندرست ہو گئی میاں احمد قوال نواب شیر محمد خاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں کا ایک خط لے کر جب حضرت کے بنگلہ مبارک پر پہنچا تو کیا سنتا ہے کہ ایک شخص نہایت خوش الحانی سے بنگلہ کے اندر ع

"جان بجاناں دادم وجاناں ع خود را بافتم"

والی غزل گا رہا ہے وہ کہتا ہے کہ ایسی خوش آوازی میں نے کبھی نہ سنی تھی تو وق اور سر در میں اندر داخل ہوا تو وہاں سوائے خواجہ صاحب کے کوئی نہ تھا اور وہ بھی ایک عجیب مستی کی حالت میں تھے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا احمد اتم وقت بے وقت بھی نہیں دیکھتے احمد کانپ اٹھا

اور التماس کی کہ نواب شیر محمد خاں نے عرضی بھیجی ہے فرمایا مار اس کی گردن مارو اُسوقت کوئی دلخوش کن بات کرو وہ واپس آنے لگا تو فرمایا یہاں کوئی گانا بھی تم نے سُنا؟ اس نے کہا غریب نواز سُنا اور ایسا سُنا کہ آجتک نہ سُنا تھا فرمایا کون تھا آپنے فرمایا ایک جن کئی دنوں سے کہہ رہا تھا کہ کبھی میری چوکی بھی سُنئے آج سُنی تو نہایت لذت آئی جب میاں احمد دروازہ سے باہر نکلا تو آپنے فرمایا شاباش میاں کالو اب شروع ہو جا پھر وہی گانے کی آواز آنے لگی ؞

کشف و کرامات

آپ کو اظہار کرامت سے سخت نفرت تھی لیکن آپ چونکہ مادر زاد ولی تھے اور غوث زمان وصاحب عرفان تھے اس لئے آپکی ہر بات کرامت اور ہر سخن اعجاز سے کم نہ تھا خواجہ خضر علیہ السلام اور دیگر اولیاء اللہ ظاہر و باطن ہر ایک سے آپکی ملاقات تھی آپ سے ہزارہا کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں آپکے حالات اور مقالات کیلئے ایک دفتر درکار ہے اسلئے ہم نہایت اختصار سے کام لیتے ہیں ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہا کہ مجھ کو ہر سال سانپ کاٹتا ہے دعا کیجئے کہ اس بلا سے اللہ تعالیٰ مجھ کو امان دے آپنے فرمایا تمہارے مُلک میں درفتح آباد اور سرسہ کیطرف ایک بورگ کامل گوگا نام قوم چوہان سے ہے تمام سانپ اس کے تابع ہیں اور اس کے عُرس پر جمع ہوتے ہیں۔ عُرس کے دن میری طرف سے اس کی قبر پہ پیغام دو کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ تو چوہان تو میں پٹھان ہوں اگر پھر اس کو سانپ کاٹے گا تو تیرے ساتھ وہ کروں گا جو پٹھانوں نے چوہانوں کے ساتھ کیا تھا یعنی دہلی کی بادشاہی چھین لی تھی چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور مار گزیدگی سے محفوظ رہا۔

حسن خاں سردار جعفر کوہ مگ لوگوں پر بڑا ظلم کرتا تھا آپنے فرمایا کہ خدائیعالیٰ کے قہر و جلال سے ڈرو۔ اس نے از راہ گستاخی بہت سے بے ادبی کے کلمے کہے دوسرے دن اس کے

پیٹ میں شدت کا درد اُٹھا لوگوں نے آکے سفارش کی اور کہا کہ وہ کُتّے کی طرح بھونکتا ہے اور بالکل کتا معلوم ہوتا ہے اس پر رحم فرمایئے آپنے کچھ توجہ نہ کی اور وہ اسی حالت میں مر گیا نواب صادق محمد خاں والئے بہاولپور نے باوجود حضرت کے منع کرنے کے سردار اسد اللہ خاں والئے سنگھڑ کی دختر سے اپنا نکاح کر لیا حضرت نے فرمایا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت جلد یا تمہاری جان یا سلطنت جاتی رہیگی چنانچہ ایکسال کے اندر ہی اندر نواب صاحب کا انتقال ہوگیا۔

دریائے سندھ سے بغیر کشتی کے عبور کرنے کا واقعہ نہایت مشہور ہے حضرت ایک مرتبہ قبلہ عالم کے عُرس سے واپس ہو کر سنگھڑ جا رہے تھے رستے میں ندیا نہایت طغیانی پر تھا دیوان ساون مل صوبہ مُلتان کے کارندے پر بھدیال نے سب کشتیاں ضبط کر لی تھیں آپنے فرمایا ہم فقیروں کو نہ ستاؤ ایک کشتی ہمارے لئے بھجدو۔ اس نے اُلٹا استہزا سے کام لیا غرض بر لب دریا حضرت ٹھہر گئے گرمی کا موسم جلتی ہوئی ریت درختوں کا نام ونشان نہ اور اس حالت میں بھی نماز اور تلاوت قرآن سے غافل نہ تھے آپنے اللہ کا نام لیکر اپنے ایک مرید سے کہا کہ خداوند جبر و بر نے جب فرعون جیسے کافر کو دریائے نیل میں راستہ دیدیا تھا تو کیا ہم جو خدا کے کمترین بندے اور اس کے نبی کے غلاموں کے غلام ہیں راستہ نہ پاسکیں گے غرض سب جماعت جس میں چند ایک ہندو بھی تھے آسانی کے ساتھ دریا سے پار ہوگئی دیوان ساون مل کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے ندامت ظاہر کی اور پر بھدیال کو معزول کر کے قید خانہ میں ڈالدیا +

خواجہ صاحب کا انتقال پُر ملال

آخر وہ دن بھی آگیا کہ اس آفتاب معرفت وصداقت کو دُنیاداروں کی نظروں سے پوشیدہ ہونا پڑا۔ دُنیا مقام فانی ہے بقا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے خدا کے مقبول اور

پاک بندوں کو کبھی موت نہیں آتی۔ البتہ خداوند کریم اپنا اصول اور قانون پورا کرنے کے لئے ایک مقام سے اٹھاکر دوسرے میں لیجاتا ہے اور اسی کا نام انتقال یا موت رکھا گیا ہے ایام وفات سے پہلے دو شعر مندرجہ ذیل ؎

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الحال بصورت طلا شد

اور ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

اکثر پڑھا کرتے تھے، ماہ صفر ۱۲۶۷ھ ہجری کو سات دن کی علالت اور نماز عشاء کے پڑھنے کے بعد آپ پر حالت نزع طاری ہوئی۔ بعد میں نماز تہجد اشاروں سے پڑھی اپنے پوتے خواجہ اللہ بخش صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا تم کون ہو وہ تو خاموش ہو رہے میاں صالح محمد تونسوی نے کہا۔ قبلہ صاحبزادہ اللہ بخش ہیں یہ توجہ کا وقت ہے اتنے میں صاحبزادہ صاحب نے بھی جن کی عمر اسوقت ۲۶-۲۷ سال کی تھی عرض کیا میں صرف فقیروں کی جوتی گانٹھنے کی خواہش رکھتا ہوں حضرت کو یہ انکسار بہت پسند آیا صاحبزادہ کو گہری نظر سے دیکھا اور بلند آواز سے فرمایا نفخت فیہ من روحی بس یہ آخری الفاظ تھے جو حضرت کی زبان سے نکلے کچھ رات باقی تھی کہ اس عالم فانی سے کوچ فرمایا صبح کو جب خبر عام ہوئی تو ایک کہرام مچ گیا کوئی آنکھ نہ تھی جو تر نہ تھی اور کوئی دل نہ تھا جو زار نہ تھا۔ نواب بہاولپور نے ستر ہزار کی لاگت سے ایک عالیشان روضہ تعمیر کرایا۔ حضرت خواجۂ خاجگان اللہ بخش کے زمانہ خلافت میں روضہ کے اندر بہت سی عمارتوں کی ایزادی ہوئی ہے آپ کے مریدوں کی تعداد احاطۂ تحریر سے باہر ہے مشہور اور مقبول خلفاء کی تعداد ستر کے قریب ہے جن میں اپنے ملک کے علاوہ قندھار۔ خراسان۔ دہلی۔ جھجر۔ بریلی۔ لاہور۔ کشمیر اور سورہ بندر تک کے لوگ موجود ہیں اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کا علم و فضل اور زہد و اتقا کہاں تک مشہور و باثر تھا۔

تمت